ان کا کہنا یہ بھی ہے کہ اس روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

مَا مِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عِنْدَ قَبْرِيْ

(جو کوئی میری قبر کے پاس، سلام عرض کرتا ہے)

یہاں عند قبری (میری قبرانور کے پاس) کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہ زائرین کے ساتھ ہی خاص ہے انہی کا سلام سن کر آپ ﷺ اس کا جواب عنایت فرماتے ہیں لیکن ان کا یہ حیلہ اس لیے کامیاب نہیں ہوسکتا کہ ائمہ محدثین نے یہ تصریح کی ہے کہ یہ الفاظ ثابت ہی نہیں، آیئے چند تصریحات ملاحظہ کر لیجیے۔

۱۔ امام عبدالرحمٰن سخاوی (ت ۹۰۳ھ) ان الفاظ کے بارے میں رقمطراز ہیں

لَمْ اَقِفْ عَلَيْهَا فِيْمَا رَاَيْتُهُ مِنْ طُرُقِ الْحَدِيْثِ (القول البدیع، ۲۱۱)

(میں نے یہ الفاظ کسی حدیث میں نہیں پائے)

۲۔ امام ابن حجر مکی (ت ۹۷۴ھ) اس روایت پر گفتگو کرتے ہوئے رقمطراز ہیں پہلے اس کے الفاظ نقل کیے۔

حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ

(یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں)

پھر فرماتے ہیں

وَ سَنَدُهَا حَسَنٌ بَلْ صَحَّحَهُ النَّوَوِيُّ فِي الْاَذْكَارِ وَغَيْرِهٖ لٰكِنْ نَظَرَ غَيْرُهٗ فِيْهِ وَ زِيَادَةُ عِنْدَ قَبْرِيْ بَعْدَ عَلَيَّ قَالَ الْحَافِظُ السَّخَاوِيُّ لَمْ اَقِفْ عَلَيْهَا فِيْمَا رَاَيْتُهُ مِنْ طُرُقِ الْحَدِيْثِ (۱)

(اس کی سند حسن ہے بلکہ امام نووی نے اذکار وغیرہ میں اسے صحیح قرار دیا لیکن بعض نے ان کے صحیح قرار دینے کو محل نظر قرار دیا اور علی کے بعد عند قبری کے الفاظ کے بارے میں حافظ سخاوی کہتے ہیں کہ میں نے یہ الفاظ کسی حدیث میں نہیں پائے)

(۱) الدر المنضود، ۱۲۱

محدثین کا موقف کیوں سامنے نہیں لایا؟

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد عالی ہے

مَا مِنْ اَحَدٍ يُّسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ

(کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر سلام کہتا ہو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ میری روح مجھ پر لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کا جواب دیتا ہوں)

اس حدیث مبارک سے تمام اُمت نے اس پر استدلال کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر کسی بھی گوشے سے عرض کیے گئے سلام کا جواب عنایت فرماتے ہیں: چند حوالے ملاحظہ ہوں

امام زرقانی اس روایت کی سند کو صحیح قرار دیتے ہوئے اس کے عموم کو ان الفاظ میں اظہار کرتے ہیں

قَدْ رَوٰى اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ (مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ) فِيْ اَيِّ مَحَلٍّ كَانَ (۱)

(امام ابوداؤد نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ ارشاد نبوی ﷺ روایت کیا ہے (کہ جو بھی مجھ پر سلام کہے) خواہ وہ کہیں بھی ہو)

(۱) شرح المواہب، ۱۲، ۲۰۲

ان کے الفاظ ”فِي أيِ مَحَلٍّ كَانَ“ (سلام عرض کرنے والا کا ...
نہایت ہی واضح، اہم اور قابل توجہ اور ستائش ہیں۔

۲۔ حضرت ملا علی قاری حنفی (ت، ۱۰۱۴) فرماتے ہیں یہ حدیث ...
شامل ہے کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام ارواح مقدسہ کا تعلق ...
تمام سے یکساں ہے، ان کے الفاظ پڑھیے۔

وَ ظَاهِرُهُ الْاِطْلَاقُ الشَّامِلُ لِكُلِّ زَمَانٍ وَ مَكَانٍ ...
مَنْ خَصَّ الرَّدَّ بِوَقْتِ الزِّيَارَةِ فَعَلَيْهِ الْبَيَانُ (۱)

(ظاہر حدیث میں عموم واطلاق ہے جو تمام زمان ومکان کو شامل ہے ...
شخص جوابِ سلام کو وقتِ زیارت کے ساتھ مخصوص کرے وہ دلیل لائے)

۱۔ امام احمد خفاجی (ت، ۱۰۶۵) اسی روایت کے تحت خاص کرنے والے ...
خیال کی تردید یوں کرتے ہیں کہ

أَمَّا قِيلَ إِنَّ رَدَّهُ ﷺ مُخْتَصٌّ بِسَلَامِ زَائِرِهِ مَرْدُودٌ
لِعُمُومِ الْحَدِيْثِ فَدَعْوَى التَّخْصِيصِ تَحْتَاجُ الدَّلِيْلَ (۲)

(یہ جو کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ کا جواب سلام زائر کے سلام سے ہی مخصوص
ہے یہ دعویٰ محتاج دلیل ہے)

کچھ لوگوں کی سراسر زیادتی

کچھ لوگوں مثلاً سرفراز صفدر اور ڈاکٹر خالد محمود نے اپنی اپنی تصنیفات ...
تسکین الصدور اور مقام حیات میں اس روایت کو قبر انور کے ساتھ مخصوص کرنے ...
جرأت کی ہے وہ انصاف و دیانت کا خون کرنے کے مترادف ہے۔

انہوں نے اگر الفاظ ”عِنْدَ قَبْرِيْ“ کے بارے میں ابن قدامہ حنبلی اور ...
عبدالہادی کا حوالہ ذکر کیا تھا۔ تو کیا اُن کا یہ فریضہ نہیں تھا کہ اُمت کے مسلمہ محدثین ...
فیصلے بھی وہاں نقل کر دیتے کہ یہ الفاظ روایت کا حصہ نہیں ہیں لیکن ان دونوں نے ...

---

(۱) شرح الشفاء: ۲، ۱۴۲
(۲) نسیم الریاض ۵-۷۹

... کا ذکر تک کرنا ضروری نہیں سمجھا حالانکہ اسے سامنے لانا ان کا دینی، ...
... ایمانی فریضہ تھا۔

... حدیث کا حصہ نہیں

ہم ان میں سے چند تصریحات سامنے لائے دیتے ہیں کہ عند قبری حدیث
... نہیں ہے۔

امام محمد عبدالرحمٰن سخاوی (۹۰۳) اسی موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

(وَقَدْ ذَكَرَ الْمُوَفِّقُ ابْنُ قُدَّامَةَ فِي (الْمُغْنِي) هٰذَا
الْحَدِيْثَ فَزَادَ فِيْهِ بَعْدَ قَوْلِهٖ (يُسَلِّمُ عَلَيَّ) عِنْدَ
قَبْرِيْ وَ لَمْ اَقِفْ عَلَيْهَا فِيْمَا رَأَيْتُهُ مِنْ طَرِيْقِ
الْحَدِيْثِ وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللهِ تَعَالٰى) (۱)

(شیخ موفق بن قدامہ نے مغنی میں اس حدیث کا ذکر کیا اور ان الفاظ کا
اضافہ کیا (میری قبر کے پاس) لیکن مجھے یہ الفاظ کسی حدیث میں نہیں
ملے اور علم حقیقی اللہ تعالیٰ کے پاس ہے)

ان لوگوں نے یہ تاثر دینے کی پوری کوشش کی کہ شیخ ابن عبدالہادی بھی ان
الفاظ کو روایت کا حصہ مانتے ہیں حالانکہ انہوں نے ان کے بیان کردہ دونوں
مقامات پر ان الفاظ کے حصہ ہونے کی یوں تردید کی ہے۔

وَلَيْسَ فِيْ لَفْظِ الْحَدِيْثِ الْمَعْرُوْفِ فِي السُّنَنِ
وَالْمُسْنَدِ (عِنْدَ قَبْرِيْ) لٰكِنْ عَرَفُوْا اَنَّ هٰذَا هُوَ
الْمُرَادُ (۲)

(سنن و مسانید کی معروف حدیث میں (عند قبری) کے الفاظ نہیں ہاں
اہل علم اس سے مراد لیتے ہیں)

انہوں نے ابن قدامہ سے روایت کے یہ الفاظ نقل کر کے لکھا

---

(۱) القول البدیع، ۳۱۶
(۲) الصارم المنکی: ۱۱۵

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: (مَا مِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ) هٰکَذَا رَوَاهُ فِیْ هٰذَا اللَّفْظِ لَیْسَ فِیْهِ عِنْدَ قَبْرِیْ، وَ مَا اُضِیْفَ اِلَیْهِ مِنْ هٰذِهِ الزِّیَادَةِ فَهُوَ عَلٰی سَبِیْلِ التَّفْسِیْرِ مِنْهُ لَا اَنَّهٗ مَذْکُوْرٌ فِیْ رِوَایَتِهٖ (۱)

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی سلام کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح لوٹاتا ہے حتیٰ کہ میں اس کے سلام کا جواب عنایت کرتا ہوں اس روایت کے الفاظ یہی ہیں ''عِنْدَ قَبْرِیْ'' کا اضافہ اس میں موجود نہیں ہاں یہ بطور تفسیر ہیں نہ کہ بطور حصہ روایت)

۳ شارح بخاری امام محمد قسطلانی (ت، ۹۲۳) حافظ ابن حجر عسقلانی کے حوالے سے رقمطراز ہیں۔

وَ ذَکَرَ الشَّیْخُ الْمُوَفَّقُ ابْنُ قُدَامَةَ فِی الْمُغْنِیْ هٰذَا الْحَدِیْثَ وَ فِیْهِ زِیَادَةٌ بَعْدَ قَوْلِهٖ (یُسَلِّمُ عَلَیَّ) عِنْدَ قَبْرِیْ وَلَمْ اَرَهَا فِیْ شَیْءٍ مِنْ طُرُقِ هٰذَا الْحَدِیْثِ وَالْعِلْمُ عِنْدَاللهِ (۲)

(شیخ موفق بن قدامہ نے المغنی میں اس روایت کو ذکر کیا جس میں (یُسَلِّمُ عَلَیَّ) کے بعد عند قبری کا اضافہ ہے مگر بندہ نے کسی روایت میں یہ الفاظ نہیں دیکھے، حقیقت حال سے اللہ تعالیٰ ہی آگاہ ہے)

نہایت ہی غلط تاثر

ڈاکٹر موصوف نے ''مقام حیات'' کے صفحہ ۵۵۱ پر لکھا ہے کہ

(۱) الصارم المنکی، ۱۸۹

(۲) مسالک الحنفاء، ۲۰۵

سو حدیث 'اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُهٗ' ابن حجر مکی کے ہاں 'عِنْدَ قَبْرِیْ' سے خاص ہوگی اور اس سے ان کی ان احادیث صحیح سے تطبیق ہو جائے گی جن میں دور کے سلام کا بذریعہ ملائکہ پہنچنا صریح لفظوں میں پایا جاتا ہے، ابن حجر نے اسے اسی شخص کے متعلق قرار دیا ہے جو قبر مبارک کے پاس آ کر درود پڑھے۔

یہ تفصیل ہم نے اس لیے کی ہے کہ بعض دوسرے علماء نے جب طبرانی کی اس حدیث کو نقل کیا ہے تو الفاظ 'بَلَغَنِیْ صَلٰوتُهٗ' (اس کا درود مجھے پہنچتا ہے) روایت کیے ہیں معلوم ہوتا ہے بَلَغَنِیْ صَوْتُهٗ میں تصحیف ہوئی ہے سو اگر اسے اسی شکل میں لیا جائے تو اسے 'عِنْدَ قَبْرِیْ' کے ساتھ خاص کرنا ہوگا اس صورت میں یہ روایت بھی امام بیہقی کے شواہد میں ذکر کی جاسکتی ہے۔ (۱)

اس عبارت میں انہوں نے حافظ ابن حجر مکی کے حوالہ سے یہ تاثر دیا ہے کہ وہ 'عِنْدَ قَبْرِیْ' کو روایت کا حصہ مانتے ہیں حالانکہ حافظ موصوف نے ابن قدامہ سے روایت کے الفاظ ذکر کر کے لکھا

فَاِنْ ثَبَتَ فَهُوَ صَرِیْحٌ فِیْ تَخْصِیْصِ هٰذِهِ الْفَضِیْلَةِ بِالْمُسَلِّمِ عِنْدَ الْقَبْرِ وَاِلَّا فَالْمُسَلِّمُ عِنْدَ الْقَبْرِ اِمْتَازَ بِالْمُوَاجَهَةِ بِالْخِطَابِ اِبْتِدَاءً وَ جَوَابًا (۲)

(اگر یہ الفاظ روایت ثابت ہوں تو یہ فضیلت مزار پر سلام عرض کرنے والے کے ساتھ مخصوص ہونے کی تصریح ہے اور اگر یہ ثابت نہیں تو قبر انور کے پاس سلام کہنے والے کو ابتداء و جواب میں بالمشافہ خطاب کی فضیلت حاصل ہوگی)

جس میں انہوں نے ان الفاظ کو بالفرض روایت کے الفاظ کہہ کر اس امر کی طرف اشارہ کر دیا کہ ان الفاظ کا حدیث مبارکہ کا حصہ ہونا صحت کے ساتھ ثابت نہیں

حافظ ابن حجر مکی کا موقف

بلکہ ایک مقام پر انہوں نے بڑے واضح الفاظ میں ان کا حصہ روایت ہونے

(۱) مقام حیات، ۵۵۱، ۵۵۲

سے انکار کرتے ہوئے امام عسقلانی کے حوالہ سے لکھا کہ لَمْ اَقِفْ عَلَیْھَا (میں اس سے آگاہ نہیں)

حافظ ابن حجر مکی الدرالمنضود میں فرماتے ہیں کہ

وَ زِیَادَۃُ (عِنْدَ قَبْرِیْ) بَعْدَ (عَلَیَّ) قَالَ الْحَافِظُ لَمْ اَقِفْ عَلَیْھَا فِیْمَا رَاَیْتُہٗ مِنْ طُرُقِ الْحَدِیْثِ (۱)

(علی کے بعد (عِنْدَ قَبْرِیْ) کے الفاظ کے اضافہ کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ یہ کسی حدیث کا حصہ نہیں)

یہ بھی یادر ہے کہ حافظ ابن حجر حضور ﷺ کے لیے تمام کائنات کے درود وسلام سننے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور اس پر ان کی کتب میں متعدد تصریحات موجود ہیں مثلاً شرح مشکوٰۃ میں سرور عالم ﷺ کا زندہ جاوید ہونے پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "روح طیبہ عروج کی وجہ سے اس قدر قوی ہوئی کہ تمام حجابات ختم

فَتَرٰی جَمِیْعَ مَا تَصِلُ اِلَیْھَا مِنَ الْاُمَّۃِ مِنْ صَلَاۃٍ وَّ سَلَامٍ غَیْرِھِمَا کَالْمُشَاھِدِ (۲)

(تو آپ ﷺ اُمت کے صلوۃ وسلام اور دیگر چیزوں کو مشاہدہ کرنے والے کی طرح دیکھتے ہیں)

اسی مقام پر ابن حجر فرماتے ہیں کہ ملائکہ کی طرف سے درود شریف کا پہنچایا جانا مزید عزت وتکریم کے باعث ہے۔(۳)

ذاتی خیالات کا نام دین ہرگز نہیں

ڈاکٹر موصوف نے حافظ ابن حجر کے حوالہ سے جو لکھا کہ میرے خیال میں 'عِنْدَ قَبْرِیْ' کو حدیث کا حصہ مانتے ہیں۔

حالانکہ اُوپر آچکا ہے کہ وہ ایسی بات نہیں کرتے

(۱) الدرالمنضود: ۱۵۲

(۲) الفتوحات الربانیہ: ۳،۳۱۵

(۳) الفتوحات الربانیہ: ۳،۳۱۵

انہوں نے 'بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ' کے الفاظ کے بارے میں لکھا کہ اس میں تصحیف ہے یہ بھی ان کی طرح، ان کے بڑوں کا خیال والہام ہی ہے۔

ان دس کتابوں کا مشاہدہ کر لیجئے جن میں یہ لفظ "صَوْتُہٗ" ہی موجود ہے اور بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ' کی روایت الگ ہے اور "بَلَغَتْنِیْ صَلٰوتُہٗ" کی روایت جدا ہے۔ یہ دونوں روایتیں ثابت کر رہی ہیں کہ آپ ﷺ درود وسلام بلاواسطہ سنتے ہیں۔

یہاں امام موصوف کی ذکر کردہ روایت اور اس کا ترجمہ وتشریح سامنے لاتے ہیں۔ لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یُصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا جو بندہ خدا مجھ پر درود پڑھتا ہے وہ مجھے بَلَغَنِیْ صَلٰوتُہٗ (رواہ الطبرانی) پہنچتا ہے۔

یہاں پہنچایا جانا نہیں، پہنچنا کہا ہے معلوم ہوتا ہے یہ اس شخص کے متعلق ہے جو قریب سے پڑھے، دور والے کا پہنچایا جاتا ہے نہ یہ کہ خود پہنچتا ہے۔ بعض حوالوں میں یہ روایت تصحیف کاتب سے "بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ" کے لفظوں میں منقول ہے اس سے بھی اس کی تائید ملتی ہے کہ یہ قبر مبارک کے قریب درود پڑھنے والے کے متعلق ہے۔(۱)

کیا ان کی اس بات سے یہ واضح نہیں ہو رہا کہ آپ ﷺ کے مطلق ارشادات کو وہ اپنے من پسند اور من گھڑت خیالات سے مقید کرتے جا رہے ہیں جو قطعی طور پر کسی کو حق حاصل نہیں ہے حالانکہ تمام علماء نے یہ تصریح کی ہے کہ مطلق کو اپنے اطلاق پر اور مقید کو تقید کے ساتھ ہی مانا جائے۔

بات بڑی سیدھی سی ہے کہ آپ ﷺ صلوٰۃ وسلام ہی نہیں اُمت کے تمام اعمال کے عینی شاہد ہیں۔ اس لیے آپ ﷺ خود بھی درود شریف سنتے ہیں اور ملائکہ بھی یہ خدمت سرانجام دیتے ہیں خواہ آپ ﷺ کے مزار عالی کے پاس پڑھا جائے یا دنیا کے کسی بھی گوشے میں پڑھا جائے۔ البتہ زائر کو دیگر پر فضیلت حاصل ہے الغرض انہوں نے زیر مطالعہ حدیث سے جو کچھ سامنے لانے کی کوشش کی اس سے یوں لگتا ہے کہ "عند قبری" حدیث کا حصہ ہے اور انہوں نے اسے پوری اُمت کا موقف بنا کر پیش کر دیا جبکہ حقائق اس کے منافی ہیں اسے ان کی سادگی، کم علمی یا بددیانتی

(۱) مقام حیات، ۵۳۳، ۵۳۴

قرار دیا جائے یا مطالعہ کی کمی۔

عدم صحت کی طرف امام سبکی کا اشارہ

اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ اہل علم مثلاً امام تقی الدین سبکی (ت ۷۵۶ھ) ...
روایت کو قبر کے ساتھ مخصوص مان کر اس سے زیارت بارگاہ نبوی پر استدلال یوں کیا ...
یہ حدیث ان شاء اللہ تعالیٰ صحیح ہے اور اس سے ایک جماعت ...
زیارت پر استدلال کیا ہے، امام ابوبکر بیہقی نے باب زیارۃ قبر النبی ﷺ ...
حدیث یہی نقل کی ہے، ان کا یہ اعتماد و استدلال صحیح ہے کیونکہ سلام عرض کر ...
زائر کو سلام کا جواب رسول اللہ ﷺ سے نصیب ہوتا ہے اور یہ بہت بڑا ...
ہے لہٰذا اس کے حصول کی کاوش کرنی چاہیے تاکہ آپ ﷺ کے سلام کی بر ...
کی جائیں۔ (۱)

ہماری گزارش

بلاشبہ بعض ائمہ نے اس روایت سے زیارت بارگاہ نبوی ﷺ پر استدلال ...
مگر انہوں نے 'عِندَ قَبرِی' کو بالیقین حصہ روایت نہیں بنایا بلکہ تصریح کر دی ...
حصہ ہے تو پھر یہ تخصیص ہوگی ورنہ نہیں، اسی لیے آگے امام سبکی نے اس پر ...
ہوئے جو سوال و جواب لکھا اس کا مطالعہ کیجئے۔

سوال

لَيسَ فِي الحَدِيثِ تَخصِيصٌ بِالزَّائِرِ فَقَد يَكُونُ هٰذا
حَاصِلاً لِكُلِّ مُسلِمٍ قَرِيبًا كَانَ أَو بَعِيدًا... تَحصِيل
هٰذِهِ الفَضِيلَةِ بِالسَّلَامِ مِن غَيرِ زِيَارَةٍ وَالحَدِيثُ عَامٌّ

(اس میں زائر کی تخصیص نہیں ہے یہ فضیلت تو ہر سلام والے کو حاصل ہوگی خواہ وہ قریب ہو یا دور ہو تو اب یہ فضیلت ہر سلام والے کو حاصل ہوگی اور اس میں زیارت کی شرط نہیں تو حدیث میں عموم ہے)

اس کا جواب دیتے ہوئے امام ابن قدامہ سے روایت نقل کی جس میں عند قبری
کے الفاظ ہیں اور پھر لکھا:

وَ هٰذِهِ زِيَادَةٌ فَتَقتَضَاهَا التَّخصِيصَ فَإِن ثَبَتَت
فَذَاكَ وَ إِن لَم يَثبُت فَلَا شَكَّ أَنَّ القَرِيبَ مِنَ
القَبرِ يَحصُلُ لَهُ ذٰلِكَ لِأَنَّهُ فِي مَنزِلَةِ المُسَلِّمِ بِالتَّحِيَّةِ
الَّتِي يَستَدعِي الرَّدَّ فِي حَالِ الحَيَاةِ فَهُوَ بِحُضُورِهِ عِندَ
القَبرِ قَاطِعٌ بِنَيلِ هٰذِهِ الدَّرَجَةِ عَلَى مُقتَضَى الحَدِيثِ
المُعَرَّضِ لِخِطَابِ النَّبِيِّ ﷺ بِرَدِّ السَّلَامِ عَلَيهِ وَفِي
المُوَاجَهَةِ فَضِيلَةٌ زَائِدٌ عَلَى الرَّدِّ عَلَى الغَائِبِ (۱)

(یہ اضافہ تخصیص کا تقاضا کر رہا ہے تو اگر یہ اضافہ ثابت ہو تو تخصیص ہوگی اور اگر یہ اضافہ ثابت نہ ہو تو بلاشبہ قبر سے قریبی کو یہ فضیلت پھر بھی حاصل ضرور ہوگی کیونکہ یہ قریبی سلام تحیہ کہنے والے کی طرح ہے جس کا تقاضا جواب ہے جیسے دنیا میں سلام کا طریقہ ہے تو اب زیارت کرنے والا اس حدیث کے تقاضا کے مطابق یہ فضیلت و درجہ پائے گا اور اسے سلام کا خطاب اور بالمشافہ جواب ملے گا جو غائب کو جواب ملنے سے زائد و افضل ہے)

انہوں نے بھی اشارہ کر دیا کہ یہ الفاظ روایت کا حصہ نہیں

فصل:

درود شریف پڑھنے والے کی آواز کا سننا

احادیثِ مبارکہ میں یہاں تک بھی موجود ہے کہ جو آدمی درود شریف پڑھتا ہے اس کی آواز رسول اللہ ﷺ تک پہنچتی ہے یعنی آپ ﷺ درود شریف پڑھنے والے کی آواز کو خود سنتے ہیں۔ یہاں ہم اس روایت کو دس محدثین اور علماء کے حوالہ سے بیان کر دیتے ہیں۔

۱۔ شیخ شمس الدین محمد بن ابی بکر بن قیم (ت، ۷۵۱) امام طبرانی سے سند کے ساتھ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِنَّهُ يَوْمٌ مَشْهُودٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّي عَلَيَّ إِلَّا بَلَغَنِي صَوْتُهُ حَيْثُ كَانَ قُلْنَا وَبَعْدَ وَفَاتِكَ؟ قَالَ وَبَعْدَ وَفَاتِي إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ (۱)

(جمعہ کے دن کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ حاضری کا دن ہے اور ملائکہ حاضر ہوتے ہیں جب بھی کوئی آدمی مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے وہ کہیں بھی ہو اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کے وصال کے بعد بھی؟ فرمایا ہاں وصال کے بعد بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے اجسام کھانا حرام فرمادیا ہے)

۲۔ امام حافظ محمد بن عبداللہ بن ناصر الدین دمشقی (ت، ۸۴۲) نے بھی یہی الفاظ

(۱) جلاء الافہام، ۶۳

امام طبرانی کے حوالہ سے نقل کیے ہیں

لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّي عَلَيَّ إِلَّا بَلَغَنِي صَوْتُهُ حَيْثُ كَانَ (۱)

(کوئی آدمی جب مجھ پر درود پڑھتا ہے اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے وہ جہاں بھی ہو)

امام محمد یوسف صالحی شامی (ت، ۹۴۲) نے بھی طبرانی ہی کے حوالہ سے یہی الفاظ ذکر کیے ہیں

رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ بِلَفْظِ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّي عَلَيَّ إِلَّا بَلَغَنِي صَوْتُهُ حَيْثُ كَانَ (۲)

(امام طبرانی نے روایت ان الفاظ میں ذکر کی ہے جو آدمی مجھ پر درود پڑھتا ہے اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے خواہ وہ کہیں بھی ہو)

امام حافظ محمد بن عبدالرحمن سخاوی (ت، ۹۰۲) کے الفاظ یہ ہیں

وَأَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ بِاللَّفْظِ أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِنَّهُ يَوْمٌ مَشْهُودٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّي عَلَيَّ إِلَّا بَلَغَنِي صَوْتُهُ حَيْثُ كَانَ (۱)

(امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں ان الفاظ میں روایت کی کہ مجھ پر بروز جمعہ درود زیادہ پڑھا کرو کیونکہ اس دن ملائکہ حاضر ہوتے ہیں جو آدمی مجھ پر درود پڑھتا ہے اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے خوہ وہ کہیں بھی ہو)

شارح بخاری امام شمس الدین محمد قسطلانی (ت، ۹۲۳) نے بھی یہی الفاظ امام طبرانی کے حوالہ سے نقل کیے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود شریف پڑھا کرو کیونکہ یہ ملائکہ کی حاضری کا دن ہوتا ہے۔

(۱) القول البدیع ... الطیب، ۱۸۷

(۲) سبل الہدیٰ والرشاد، ۱۲۔ ۳۵۸

(۳) ... ۳۲۱

لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یُّصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ حَیْثُ کَانَ (١)

(جو بندہ بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ جہاں بھی ہو اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے)

٦۔ امام یوسف بن اسماعیل نبھانی (ت، ١٣٥٠) نے بھی طبرانی کے حوالہ سے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بروز جمعہ مجھ پر درود پڑھا کرو اس دن فرشتوں کی حاضری ہوتی ہے

لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یُّصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ حَیْثُ کَانَ (٢)

(جو بندہ بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ جہاں بھی ہو اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے)

٧۔ امام احمد ابن حجر مکی (ت، ٩٧٤) درود وسلام پر روایات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں، طبرانی کی ایک روایت یوں ہے۔

لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یُّصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللہِ وَبَعْدَ وَفَاتِكَ؟ قَالَ وَبَعْدَ وَفَاتِیْ اِنَّ اللہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَأْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ

(نہیں کوئی آدمی مجھ پر درود پڑھتا مگر اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے وصال کے بعد بھی؟ فرمایا ہاں وصال کے بعد بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر اجسامِ انبیاء کا کھانا حرام فرما دیا ہے)

بلکہ اس سے استنباط واستخراج مسئلہ یوں کیا کہ یہ روایت بتا رہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے حواس، وصال کے بعد بھی ظاہری حیات کی حالت پر ہی باقی رہتے ہیں ان کے الفاظ ہیں

اَیْ فَسَمْعُھُمُ الْحِسِّیُّ کَبَقِیَّةِ حَوَاسِھِمِ الظَّاهِرَةِ وَالْبَاطِنَةِ بَاقِیَةٌ بِحَالِهَا كَمَا كَانَتْ عَلَیْهِ قَبْلَ

(١) مسالک الحنفا، ٢٦٢

وَفَاتِهِمْ عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْهِمُ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ، لٰكِنَّ اللہَ تَعَالٰی اَغْنَاهُمْ عَنِ الْاِحْتِیَاجِ اِلَی الْغِذَاءِ الْحِسِّیِّ كَرَامَةً لَهُمْ كَالْمَلَائِكَةِ وَ اَوْلٰی (١)

(حضرات انبیاء علیہم السلام کا حساً سننا اور ان کے دیگر ظاہری وباطنی حواس ظاہری حیات قبل از وصال کی طرح ہی کام کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ انھیں ان کی عزت کی وجہ سے غذا حسی سے بے نیاز فرما دیتا ہے جیسے ملائکہ بلکہ نبی مکرم ﷺ کا مقام ان سے کہیں بڑھ کر ہے)

٨۔ انہوں نے ہی 'اَلدُّرُّ الْمَنْضُوْدُ فِی الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ عَلٰی صَاحِبِ الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ، میں بھی اسے یوں ہی نقل کیا ہے امام طبرانی نے ہی ایک روایت ان الفاظ میں نقل کی ہے۔

لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یُّصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ حَیْثُ کَانَ (٢)

جو بندہ مجھ پر درود پڑھتا ہے اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے خواہ وہ کہیں ہو

٩۔ شیخ موسیٰ نے بھی سند کے ساتھ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بروز جمعہ مجھ پر کثرت کے ساتھ درود پڑھا کرو۔

لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یُّصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ حَیْثُ کَانَ (٣)

(کوئی بندہ ایسا نہیں جو مجھ پر درود پڑھے مگر یہ کہ اس کی آواز مجھ تک پہنچ جاتی ہے)

١١۔ مولانا محمد انوار اللہ فاروقی خلیفہ مجاز الحاج امداد اللہ مہاجر مکی کہتے ہیں چنانچہ خود آنحضرت ﷺ نے اس کی تصریح فرما دی ہے کما فی طبرانی

لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یُّصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ (٤)

(جو یہ درود پڑھتا ہے اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے)

(١) الجوہر المنظم، ٥٠
(٢) الدر المنضود، ١١٧
(٣) [illegible] التوسل، ٥٤٠

فصل:

تھانوی صاحب کے اشکالات کا علمی رد

آپ پڑھ چکے کتنے جلیل القدر محدثین وآئمہ نے یہ روایت نقل کی اور کسی اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا بلکہ اس سے یہ استنباط اور فائدہ بتایا کہ رسول اللہ ﷺ ہیں اور درود سنتے ہیں، ہمارے دور کے کچھ لوگوں نے اس پر اعتراضات کیے ہیں اگر چہ اس لائق نہیں کہ کوئی اہل علم انہیں قبول کرے اور ان سے متاثر ہو کر اس کا انکار کرے عوام کے لیے پریشانی کا سبب بن سکتا ہے اس لیے ان کا جواب دینا بھی ضروری ہے۔

شیخ اشرف علی تھانوی (ت، ۱۳۶۲) سے اس روایت کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے اس کا جواب لکھا ہم وہ سوال وجواب من وعن نقل کر کے ان کے اٹھائے ہوئے اعتراضات کا علمی تجزیہ کریں گے۔

سوال وجواب، اکتیسویں حکمۃ جواب روایتے دالۃ بر سماع نبوی درود بلا واسطہ

سوال

خادم کا عقیدہ اگر چہ یہ ہے کہ درود شریف کو فرشتے آنحضرت ﷺ کو پہنچاتے ہیں اس بنا پر الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ اگر پڑھا جاوے تو یہ خیال کیا جاتا ہے کہ فرشتے پہنچا دیں گے تو سماع آنحضرت ﷺ کا بلا واسطہ نہیں ہوتا مگر استاذی مولانا مولوی ۔۔۔ صاحب مدظلہ چند روز ہوئے آرہ تشریف لے گئے تھے، ایک بزرگ نے ایک کتاب ابن قیم جوزی کی جس کا نام جلاء الافہام فی الصلوۃ والسلام علی خیر الانام ہے دیکھنے کو دی اس میں یہ حدیث موجود ہے جس کو مولانا نے نقل فرمایا ہے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ الْعَلَّافِ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَم حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ خَالِدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ حِلَالٍ عَنْ أَبِي دَرْدَاءَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَكْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِنَّهُ يَوْمٌ مَشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّي عَلَيَّ إِلَّا بَلَغَنِي صَوْتُهُ حَيْثُ كَانَ قُلْنَا وَبَعْدَ وَفَاتِكَ قَالَ وَبَعْدَ وَفَاتِي إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ

(اس حدیث میں کوئی کلام بھی نہیں کیا کہ ضعیف ہے یا موضوع، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص کی آواز کو سماع فرماتے ہیں علاوہ اس کے کوئی معنی بیان فرما دیں تا کہ تردد رفع ہو یا ایسا ہی عقیدہ رکھنا چاہیے آنحضور کا کیا ارشاد ہے)

الجواب:

اس سند میں ایک راوی یحی بن ایوب بلا نسب مذکور ہیں جو کئی راویوں کا نام ہے جن میں سے ایک غافقی ہیں جن کے باب میں ربما اخطاء لکھا ہے یہاں احتمال ہے کہ وہ ہوں۔

دوسرے ایک راوی خالد بن زید ہیں یہ بھی غیر منسوب ہیں اس نام کے رواۃ میں سے ایک کی عادۃ ارسال کی ہے اور یہاں عنعنہ سے ہے جس میں راوی کے متروک ہونے کا اور اس متروک کے غیر ثقہ ہونے کا احتمال ہے۔

تیسرے ایک راوی سعید بن ابی ہلال ہیں جن کو ابن حزم نے ضعیف اور امام احمد نے مختلط کہا وھذا کلہ من التقریب پھر کئی جگہ اس میں عنعنہ بھی ہے جس کے حکم بالاتصال کے لیے ثبوت تلاقی کی حاجت ہے یہ تو مختصر کلام ہے سند میں

باقی رہا متن سو اولاً معارض ہے دوسری احادیث صحیحہ کے ساتھ چنانچہ مشکوۃ میں نسائی اور دارمی سے بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ یہ حدیث ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ لِلّٰهِ مَلٰئِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِي الْأَرْضِ يُبَلِّغُوْنِي مِنْ أُمَّتِي السَّلَامَ

اور یہی حدیث حصن حصین میں بحوالہ مستدرک و ابن حبان میں بھی مذکور ہے

نیز مشکوۃ میں بیہقی سے بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث ہے۔

ثالثًا بلفظ بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ محتمل تاویل ناشی عن دلیل ہے ''وَاِذَا جَاءَ الْاِحْتِمَال بَطَلَ الْاِسْتِدْلَال'' اور وہ دلیل جو منشاء تاویل کا ہے دوسری احادیث مذکورہ ہیں بضرورت جمع بین الاحادیث اس لفظ کی یہ توجیہہ ہوگی کہ اس صورت سے مراد جملہ صلوٰۃ ہے کیونکہ کلام اور کلمہ قسم ہے لفظ کی اور وہ قسم ہے صوت کی پس درود شریف بھی ایک صوت ہے عام ہے بلاغ بالواسطہ و بلاواسطہ کو اور بقرینہ دوسری احادیث کے بلاغ بالواسطہ مراد ہے پس معنیٰ بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ کے یہ ہوں گے بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ بِوَاسِطَۃِ الْمَلَائِکَۃ

رابعًا اگر حدیث کے ضعف سند اور متن کے معارض و محتمل تاویل ہونے سے قطع نظر کر لیا جاوے اور کل از منہ و امکنہ و احوال اور جمیع مصلین میں عام لیا جاوے تب بھی اہل حق کے کسی دعویٰ مقصودہ کو مضر نہیں اور نہ ان کے غیر کے کسی دعویٰ مقصود کو مفید اگر اس اجمال پر قناعت نہ ہو تو اس ضرر یا نفع کو متعین کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ جواب میں تفصیل ہوگی واللہ اعلم

بعد تحریر جواب ہذا بلا توسط فکر قلب پر وارد ہوا کہ اصل حدیث میں صوتہ نہیں ہے بلکہ صلوتہ ہے کاتب کی غلطی سے کام رہ گیا ہے امید ہے کہ اگر نسخ متعددہ دیکھے جائیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ کسی نسخہ میں ضرور اس طرح نکل آئے گا وَالْغَیْبُ عِنْدَ اللہِ تَعَالٰی فقط ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ (۱)

یہاں انہوں نے یہ سوالات اٹھائے ہیں

۱۔ یحی بن ایوب بلا نسب مذکور ہیں ممکن ہے غافقی ہو جس کے بارے میں ربما اخطاء ہے

۲۔ خالد بن زید کا معاملہ بھی یہی ہے، اس نام کے راویوں میں ایک کی عادت ارسال ہے اور اس متروک کے غیر ثقہ ہونے کا احتمال ہے۔

(۱) بوادر النوادر، ا، ۲۰۵

تیسرا راوی سعید بن ابی ہلال ہے ابن حزم نے اسے ضعیف اور امام احمد نے [illegible] کہا ہے۔

اس کا متن دیگر صحیح احادیث کے مخالف و معارض ہے جن میں ہے کہ ملائکہ درود [illegible] پھر آپ ﷺ کا فرمان ہے قبر کے پاس کا درود خود سنتا ہوں اور دور والا [illegible] جاتا ہے۔

دور سے نہ سننے کے بارے میں صریح احادیث ہیں۔

یہ کتابت کی غلطی ہے یہ صوتہ نہیں بلکہ صلوتہ ہے۔

غزالی زماں کے جوابات

ان سوالات کے جوابات غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی کی زبان [illegible] تھانوی صاحب نے اس کے جواب میں سند اور متن حدیث دونوں پر کلام کیا [illegible] سند پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اس سند میں ایک راوی یحی بن ایوب بلا نسب مذکور ہیں جو کئی راویوں کا نام ہے جن میں ایک غافقی ہیں جن کے باب میں ربما اخطاء لکھا ہے یہاں احتمال ہے کہ وہ ہوں: انتہی (۱)

[illegible] الاول

تھانوی صاحب جس سوال کا جواب دیتے ہوئے یہ احتمال پیدا کر رہے ہیں اس سوال کا جواب انہوں نے بوادر النوادر کے صفحہ ۲۰۵ پر خود رقم فرمایا ہے۔ اس میں یہ عبارت موجود ہے۔

(فَحَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ اَیُّوْبَ الْعَلَّافِ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ الخ)

کتب اسماء الرجال میں یحی بن ایوب العلاف اور یحی بن ایوب غافقی دونوں کو ''علاف'' اور ''غافقی'' کے الفاظ میں ممتاز کر کے الگ الگ ذکر کیا گیا ہے پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ احتمال کہاں سے پیدا ہو گیا ہے دیکھئے تہذیب التہذیب جلد ۱۱ صفحہ ۱۸۵

(۱) بوادر النوادر جلد اول، ۲۰۵

پر یحیی بن ایوب العلاف کا تذکرہ ان الفاظ میں موجود ہے۔

يَحيٰى بنُ اَيُّوبَ بنِ بَادِي الخَولَانِي العَلَّافِ رَوٰى عَن اَبِي صَالِحٍ عَبدِالغَفَّارِ بنِ دَاوٗدَ وَ عُمَرَ بنِ خَالِدٍ الحَرَّانِي وَ يَحيٰى بنُ عَبدِاللهِ بنِ بُكَيرٍ وَ سَعِيدِ بنِ اَبِي مَريَمَ - قَالَ نِسَائِي - صَالِحٌ

دیانت وانصاف کا خون

اس عبارت میں یحیی بن ایوب العلاف کا نسب مذکور ہے۔ اور ساتھ ہی ان کے شیوخ میں سعید بن ابی مریم کا نام بھی لکھا ہے۔ جس سے انہوں نے زیر بحث حدیث روایت کیا ہے اور امام نسائی کی توثیق منقول ہے اور توثیق کے سوا کسی کی کوئی جرح منقول نہیں۔ اس کے بعد اگلے ص ۱۸۶ پر یحیی بن ایوب الغافقی کا تذکرہ ہے۔ ان کے شیوخ میں سعید بن ابی مریم مذکور نہیں۔ ان کے متعلق بعض کا تخطیہ طویل عبارت میں منقول ہے۔ تھانوی صاحب کا بلادلیل ہی نہیں بلکہ خلاف دلیل ''علاف'' کے بارے میں ''غافقی'' کا احتمال پیدا کرنا دیانت اور انصاف کا خون نہیں تو اور کیا ہے؟

آگے چل کر تھانوی صاحب نے فرمایا۔ ''دوسرے ایک خالد بن زید بھی غیر منسوب ہیں اس نام کے رواۃ میں سے ایک کی عادۃ ارسال کی ہے اور یہاں عنعنہ ہے۔ جس میں راوی کے متروک ہونے کا اور اس متروک کے غیر ثقہ ہونے کا احتمال ہے۔ انتہی (۱)

حدیث معنعن پر کلام

اقول۔ تھانوی صاحب کے یہ تمام احتمالات بلادلیل ہونے کی وجہ سے مردود ہیں۔ ورنہ معنعن کا مطلقاً ساقط الاعتبار ہونا لازم آئے گا۔ خالد بن زید نام کے کسی راوی میں ارسال، کی عادت کا پایا جانا زیر نظر راوی کو متعین نہیں کرتا اور اگر بالفرض تعین ہو بھی جائے تو ارسال اتصال کے منافی نہیں تاوقتیکہ معنعن (بالکسر) کا مدلس ہونا ثابت نہ ہو اور راوی ومروی عنہ کی لقاء کا امکان منتفی نہ ہو جائے۔ تدریب الراوی میں ہے۔

(۱) بوادر النوادر جلد اول ص ۲۰۵

اَحَدُهَا الاِسنَادُ المُعَنعَنُ وَ هُوَ قَولُ الرَّاوِي فُلَانٌ عَن فُلَانٍ بِلَفظِ عَن مِن غَيرِ بَيَانِ التَّحدِيثِ وَ الاِخبَارِ وَ السَّمَاعِ (قِيلَ اِنَّهُ مُرسَلٌ) حَتّٰى يَتَبَيَّنَ اِتِّصَالُهُ (وَالصَّحِيحُ الَّذِي عَلَيهِ العَمَلُ وَ قَالَهُ الجَمَاهِيرُ مِن اَصحَابِ الحَدِيثِ وَ الفِقهِ وَ الاُصُولِ اَنَّهُ مُتَّصِلٌ) بِشَرطِ اَن لَّا يَكُونَ المُعَنعِنُ بِكَسرِ العَينِ مُدَلِّسٌ بِشَرطِ اِمكَانِ لِقَاءِ بَعضِهِم بَعضًا) اَي لِقَاءِ المُعَنعِنِ مَن رَوٰى عَنهُ بِلَفظِ عَن فَحِينَئِذٍ يُحكَمُ بِالاِتِّصَالِ اِلَّا اَن يَّتَبَيَّنَ خِلَافُ ذٰلِكَ اِنتَهٰى (۱)

یہ عبارت اس مضمون میں صریح ہے کہ عنعنہ میں اگر راوی کا مروی عنہ سے امکان لقاء پایا جاتا ہے۔ اور معنعن مدلس نہ ہو تو وہ حدیث متصل مانی جائے گی۔ تاوقتیکہ اس کا خلاف ظاہر نہ ہو۔

اگر تھانوی میں ہمت تھی تو وہ کسی دوسرے طریق سے اس کا خلاف ظاہر کرتے محض کسی ہم نام راوی کی عادت ارسال کا دعویٰ اس حدیث کے ساقط الاعتبار ہونے کی دلیل نہیں ہوسکتا۔

ارسال اور تدلیس کا فرق

علاوہ ازیں یہ کہ تھانوی صاحب نے ارسال کو اتصال کے منافی قرار دیا تھا مگر عبارت منقولہ بالا سے ثابت ہو گیا کہ تدلیس اتصال کے منافی ہوسکتی ہے۔ محض ارسال کو اس کے منافی قرار دینا غلط ہے ممکن ہے کہ تھانوی صاحب ارسال ہی کو تدلیس سمجھتے ہوں تو واضح رہے کہ تدلیس وارسال ایک نہیں۔ ملاحظہ فرمائیے تدریب الراوی صفحہ ۱۴۰

(۱) تدریب الراوی، ۱۳۲

تَدۡلِيۡسُ الۡاِسۡنَادِ بِاَنۡ يَّرۡوِيَ عَمَّنۡ عَاصَرَهٗ زَادَ ابۡنُ صَلَاحٍ اَوۡ لَقِيَهٗ مَا لَمۡ يَسۡمَعۡهُ مِنۡهُ بَلۡ سَمِعَهٗ مِنۡ رَجُلٍ عَنۡهُ (يُوۡهِمَا سَمَاعَهٗ) حَيۡثُ اَوۡرَدَ بِلَفۡظِهٖ يوهم الاتصال والا تقتضيه

اور ارسال کے معنی ہیں اِنَّ الۡاِرۡسَالَ رِوَايَةُ عَمَّنۡ لَمۡ يَسۡمَعۡ عَنۡهُ۔ صفحہ ۱۴۰
معلوم ہوا کہ ارسال اور اسناد دونوں الگ الگ ہیں عنعنہ میں تدلیس مضر ہے ارسال مضر نہیں۔

لہٰذا تھانوی صاحب کے وہ تمام احتمالات جو بلا دلیل محض ان کے ظن فاسد کی بنا پر پیدا ہوئے تھے لغو اور بے بنیاد ہو کر رہ گئے۔

اس کے بعد تھانوی صاحب نے فرمایا ''تیسرے ایک راوی سعید بن ابی ہلال جن کو ابن حزم نے ضعیف اور امام احمد نے مختلط کہا۔ وَهٰذَا كُلُّهٗ مِنَ التَّقۡرِيۡبِ ۔ پھر کئی جگہ اس میں عنعنہ ہے جس کے حکم بالاتصال کے لیے ثبوت تلاقی کی حاجت ہے۔'' انتہیٰ

اقول۔ یہ کلام ہی غلط ہے

عنعنہ کے مسائل میں تھانوی صاحب کا یہ کلام ہی غلط ہے کیونکہ حدیث معنعن کے حکم بالاتصال کے لیے ثبوت تلاقی ضروری نہیں صرف امکان تلاقی کافی ہے۔ جیسا کہ تدریب الراوی سے نقل کر چکا ہوں (وَ بِشَرۡطِ اِمۡكَانِ لِقَاءِ بَعۡضِهِمۡ بَعۡضًا)(۱)

توثیق نظر نہ آئی

رہے تیسرے راوی سعید بن ابی ہلال جن کی تضعیف تھانوی صاحب نے ابن حزم سے نقل کی ہے تو مجھے حیرت ہے کہ تھانوی صاحب نے تضعیف تو دیکھ لی۔ مگر توثیق انہیں نظر نہ آئی ذرا میزان الاعتدال اٹھا کر دیکھئے۔ علامہ ذہبی فرماتے ہیں۔

(سَعِيۡدُ بۡنُ اَبِيۡ هِلَالٍ) ثِقَةٌ مَعۡرُوۡفٌ فِي الۡكُتُبِ

(۱) تدریب الراوی صفحہ ۱۳۲

السِّتَّةِ يَرۡوِيۡ عَنۡ نَافِعٍ وَ نُعَيۡمِ الۡمُجۡمِرِ وَ عَنۡهُ سَعِيۡدُ الۡمَقۡبُرِيُّ اَحَدُ شُيُوۡخِهٖ قَالَ ابۡنُ حَزۡمٍ وَحۡدَهٗ لَيۡسَ بِالۡقَوِيِّ) (۱)

ناظرین کرام ذرا غور فرمائیں۔ جو راوی کتب ستہ (بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ) میں معروف ثقہ ہو اور اس کے بعض شیوخ بھی اس سے روایت کرتے ہوں اسے ابن حزم کی آڑ لے کر متروک قرار دے دینا تعصب نہیں تو اور کیا ہے۔ ابن حزم کا قول تھانوی صاحب کے نزدیک ایسا ہی معتبر ہے تو انہیں جامع ترمذی سے بھی ہاتھ اٹھا لینا چاہیے۔ کیونکہ ابن حزم نے ترمذی کو مجہول کہا ہے۔

كَمَا ذُكِرَ فِيۡ مَاتَمَسُّ اِلَيۡهِ الۡحَاجَةُ صفحه ۲۵ (عَنِ التَّعۡلِيۡقِ الۡمُمَجَّدِ نَاقِلًا عَنِ الذَّهَبِيِّ

امام منذری نے سند کو جید قرار دیا

آخر میں اتنی بات عرض کروں گا۔ کہ حدیث زیر بحث کے متعلق حافظ منذری کا قول کہ رَاوَهُ ابۡنُ مَاجَةَ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ، تھانوی صاحب کے تمام احتمالات واہیہ کا قلع قمع کر دیتا ہے اور اس بحث میں ان کی پوری دوسری کی مہمل اور بے کار بنا کر چھوڑ دیتا ہے۔ کیونکہ تھانوی صاحب کے کسی بھی احتمال میں ذرا بھی جان ہوتی یا ان کے تضعیف منقول میں کچھ بھی قوت پائی جاتی تو ایک عظیم وجلیل محدث اس بارے میں بسند جید کے الفاظ نہ بولتا۔

شاید کوئی کہے کہ وہ کوئی اور سند ہوگی تو میں عرض کروں گا کہ سند جید سے کسی اور سند کا مراد ہونا ہمارے لیے مزید تقویت کا موجب ہے۔

کیونکہ تعدد طرق زیادتی قوت کا موجب ہے۔ بالخصوص ایسی صورت میں جب کہ سند بھی سند جید ہو۔

ناظرین کرام نے تھانوی صاحب کی تحقیق کو ہمارے کلام سے ملا کر اندازہ کر لیا ہوگا کہ ان کی تحقیق کہاں تک تحقیق کہلائے جانے کی مستحق ہے؟

آگے چل کر تھانوی صاحب ارشاد فرماتے ہیں۔ ''یہ تو مختصر کلام ہے سند میں باقی

(۱) میزان الاعتدال جلد اول، ۳۹۳

...معارض ہے دوسری احادیث صحیحہ کے ساتھ چنانچہ مشکوٰۃ میں نسائی اور دارمی سے بروایت ابن مسعود یہ حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّ مَلٰئِكَةَ اللهِ سَيَّاحِيْنَ فِي الْاَرْضِ يُبَلِّغُوْنَ مِنْ اُمَّتِي السَّلَامَ

اور یہی حدیث حصن حصین بحوالہ مستدرک حاکم وابن حبان میں بھی مذکور ہے اور نیز مشکوٰۃ میں بیہقی سے بروایت ابوہریرہ حدیث ہے

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ نَائِيًا اُبْلِغْتُهٗ

اور نسائی کی کتاب الجمعہ میں بروایت اوس ابن اوس یہ حدیث مرفوع ہے فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ یہ سب حدیثیں صریح ہیں عدم السماع عن بعید میں اور ظاہر ہے کہ جلائی الافہام ان کتب کے برابر قوۃ میں نہیں ہوسکتی لہٰذا اقوی کو ترجیح ہوگی۔ (۱)

اقول

سند میں جو کلام فرمایا تھا اس کی حقیقت واضح ہوچکی اب متن میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس کا حال بھی ناظرین کرام پر کھل جائے گا۔

دور سے سننے کی بحث

تھانوی صاحب کے اس کلام کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ جلاء الافہام کی حدیث بَلَغَنِيْ صَوْتُهٗ حَيْثُ كَانَ ان تینوں حدیثوں کے معارض ہے۔ جو تھانوی صاحب نے نقل فرمائی ہیں وجہ یہ ہے۔

کہ جلاء الافہام کی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر ایک درود پڑھنے والے کے درود کی آواز سن لیتے ہیں۔

ان تینوں حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ درود جو دور سے پڑھا جائے اسے حضور کے سامنے فرشتے پیش کرتے ہیں۔ فرشتوں کا عرض و ابلاغ عدم سماع میں صریح ہے اور سماع عدم سماع کے معارض ہے لہٰذا جلاء الافہام کی حدیث ان تینوں صحیح حدیثوں

(۱) بوادر النوادر جلد اول ص ۲۰۵

...معارض قرار پائی یہ تینوں حدیثیں جن کتابوں میں پائی جاتی ہیں چونکہ جلاء الافہام ان کے برابر قوت میں نہیں لہٰذا ان تینوں حدیثوں کو ترجیح ہوگی جو اقوی ہے۔ اور جلاء الافہام کی حدیث ساقط الاعتبار ہوگی۔

ظلم صریح ہے

میں عرض کروں گا کہ نسائی دارمی کی حدیث بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اِنَّ مَلٰئِكَةَ اللهِ سَيَّاحِيْنَ فِي الْاَرْضِ يُبَلِّغُوْنَ عَنْ اُمَّتِي السَّلَامَ اور اس طرح نسائی کی دوسری حدیث بروایت اوس بن اوس 'فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ' میں صرف اتنا مذکور ہے کہ

ملائکہ سیاحین فی الارض حضور ﷺ کی خدمت میں اُمت کا سلام پہنچاتے ہیں۔ اور اُمت کا درود بارگاہ رسالت میں پیش ہوتا ہے ملائکہ کے اس عرض و تبلیغ کو تھانوی صاحب کا عدم سماع میں صریح قرار دینا یقیناً ظلم صریح ہے کیونکہ سابقاً نہایت تفصیل کے ساتھ ہم یہ بیان کرچکے ہیں کہ عرض و تبلیغ کا علم اور لاعلمی "سماع" یا عدم سماع سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ فیض الباری کی عبارت ناظرین کے سامنے آچکی ہے جس میں صاف موجود ہے کہ عرض صلوٰۃ علم کے منافی نہیں۔

ایک فرشتہ ساری مخلوق کی آوازیں سنتا ہے

پھر جذب القلوب اور جلاء الافہام سے ایک حدیث ہدیہ ناظرین ہوچکی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ وَكَّلَ اللهُ بِهٖ مَلَكًا يُبَلِّغُنِيْ

(جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے میری قبر انور پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہوتا ہے جو اس کا درود مجھے پہنچا دیتا ہے۔)

اگر تبلیغ ملائکہ عدم سمع میں صریح ہو تو اس حدیث سے لازم آئے گا کہ جو درود قبر انور پر پڑھا جاتا ہے۔ حضور ﷺ اسے بھی نہیں سنتے۔ جو بالاتفاق باطل ہے۔ جب یہ فرشتوں کا پہنچانا عدم سماع کے معنی میں نہ ہوا تو تعارض باقی نہ رہا۔ عدم تعارض کی صورت میں ترجیح کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا (۱)

(۱) حیات النبی، ۶۵ تا ۷۰

فصل:

سلام سننے پر آئمہ اُمت کی تصریحات

آئمہ اُمت نے رسالتمآب ﷺ کے ارشادِ گرامی

مَا مِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ

(جو بھی کوئی مجھ پر سلام کہتا ہے مجھ پر اللہ تعالیٰ میری روح لوٹاتا ہے حتیٰ کہ میں سلام کا جواب دیتا ہوں)

کے تحت ''رَدَّ اللهُ رُوْحِيْ'' کی شرح میں یہ تصریح کی ہے کہ آپ ﷺ کائنات کے ہر سلام عرض کرنے والا کا خود سلام سنتے ہیں اور اس کا جواب عنایت فرماتے ہیں۔

سوال: کیونکہ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ بوقت سلام روح مبارک کا لوٹانا بتارہا ہے کہ آپ ﷺ قبر انور میں حیات نہیں حالانکہ امت مسلمہ کا عقیدہ ہے آپ ﷺ مزار اقدس میں زندہ وحیات ہیں۔ جس پر قرآن وسنت کے دلائل شاہد ہیں۔

جواب: اس کے تقریباً پندرہ جوابات آئمہ اُمت نے دیئے ہیں ان تمام کو امام جلال الدین سیوطی (ت، ۹۱۱) نے انباء الاذکیاء میں جمع کر دیا ہے۔

قوی وحسن جواب

لیکن ان میں جس جواب کو آئمہ اُمت نے مختار وحسن اور بہت ہی خوب قرار دیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ قبر انور میں دائماً زندہ ہیں آپ ﷺ وہاں بارگاہ الٰہی کی طرف اس قدر مستغرق اور ڈوبے ہوتے ہیں کہ کسی دوسری طرف توجہ نہیں ہوتی تو جب کوئی سلام عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی توجہ اس طرف بھی مبذول کر دیتا ہے تاکہ آپ ﷺ اس کے سلام کو جان سکیں اور اس کے علم وادراک کے بعد اس کا جواب عنایت فرماسکیں۔ یہ بات تمام آئمہ اُمت نے اپنے اپنے الفاظ میں ذکر کی ہے۔ چند کی تصریحات ملاحظہ کر لیجئے۔

۱۔ شیخ خلیل احمد سہارنپوری (ت، ۱۳۴۶) نے امام ابن الملک کے حوالے سے لکھا۔

رَدُّ الرُّوْحِ كِنَايَةٌ عَنْ اِعْلَامِ اللهِ تَعَالٰى اِيَّاهُ بِاَنَّ فُلَانًا صَلّٰى عَلَيْهِ (۱)

(روح کے لوٹانے سے مراد اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ کو یہ اطلاع دینا ہے کہ فلاح نے آپ ﷺ پر درود شریف پڑھا ہے)

۲۔ حضرت ملا علی قاری (ت، ۱۰۱۴) شیخ انطاکی سے ردروح کا معنیٰ ان الفاظ میں ذکر کرتے ہیں۔

كِنَايَةٌ عَنْ اِعْلَامِ اللهِ اِيَّاهُ اِنَّ فُلَانًا صَلّٰى عَلَيْكَ اَوْ مِنْ عِلْمِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِاَحْوَالِ الْمُسَلِّمِ مِنْ بَيْنِ الْاَنَامِ (۲)

(روح اقدس لوٹانے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو مطلع فرماتا ہے کہ آپ ﷺ پر فلاں فلاں نے درود پڑھا یا اس سے مراد آپ ﷺ کا تمام لوگوں میں سلام عرض کرنے والے کے احوال سے آگاہ ہونا ہے)

۳۔ امام تقی الدین سبکی (ت، ۷۵۶) نے یہی بات ان الفاظ میں ذکر کی ہے۔

يَحْتَمِلُ اَنْ يَّكُوْنَ رَدًّا مَعْنَوِيًّا وَاَنْ يَّكُوْنَ رُوْحُهُ الشَّرِيْفَةُ مُشْتَغِلَةً بِشُهُوْدِ الْحَضْرَةِ الْاِلٰهِيَّةِ وَالْمَلَاءِ الْاَعْلٰى مِنْ هٰذَا الْعَالَمِ فَاِذَا سَلَّمَ عَلَيْهِ اَقْبَلَتْ رُوْحُهُ الشَّرِيْفَةُ عَلٰى هٰذَا الْعَالَمِ فَيُدْرِكُ سَلَامَ مَنْ سَلَّمَ عَلَيْهِ وَيَرُدُّ عَلَيْهِ (۳)

---

(۱) بذل المجہود، ۳:۲۰۷

(۲) شرح الشفاء، ۲-۱۴۲

(۳) شفاء السقام، ۵۱

(... ہے یہاں معنوی وروحانی طور پر لوٹانا مراد ہو اور وہ یوں کہ آپ ﷺ کی روح طیبہ اس جہاں سے جناب الٰہی اور ملاء اعلیٰ میں مشغول ہو جب کوئی سلام عرض کرے تو روح پاک اس جہاں کی طرف متوجہ ہو کر سلام کا علم وادراک کر کے اس کا جواب عنایت فرماتے ہیں)

۴۔ امام محمد عبدالرحمٰن سخاوی (ت، ۹۰۳) نے یہ جواب نقل کرنے سے پہلے لکھا

وَاَجَابَ السُّبْکِیُّ الْکَبِیْرُ بِجَوَابٍ اٰخَرَ حَسَنٍ جِدًّا فَقَالَ یَحْتَمِلُ اَنْ یَّکُوْنَ رَدًّا مَعْنَوِیًّا وَ اَنْ تَکُوْنَ رُوْحُهُ الشَّرِیْفَةُ مُشْتَغِلَةً بِشُهُوْدِ الْحَضْرَةِ الْاِلٰهِیَّةِ وَالْمَلَاءِ الْاَعْلٰی عَنْ هٰذَا الْعَالَمِ فَاِذَا سَلَّمَ عَلَیْهِ اَقْبَلَتْ رُوْحُهُ الشَّرِیْفَةُ عَلٰی هٰذَا الْعَالَمِ لِیُدْرِكَ سَلَامَ مَنْ سَلَّمَ عَلَیْهِ وَ یَرُدُّ عَلَیْهِ (۱)

(علامہ سبکی نے ایک اور جواب دیا ہے جو بہت ہی عمدہ ہے وہ یہ کہ روح کے رد معنوی مراد ہے بایں طور کہ آنحضرت ﷺ کی روح مبارک اس جہاں سے بے نیاز ہو کر درگاہ الٰہی اور ملاء اعلیٰ میں مشغول ہوتی ہے سو جب بھی کوئی آپ ﷺ پر سلام پڑھتا ہے تو آپ کی روح مبارک اس جہان کی طرح متوجہ ہوتی ہے تاکہ سلام کہنے والے کے سلام کا ادراک کر کے اس کا جواب دے سکے)

۵۔ امام ابن حجر عسقلانی (ت، ۸۵۶) نے یہی بات ان الفاظ میں تحریر کی ہے۔

اِنَّهُ یَسْتَغْرِقُ فِیْ اُمُوْرِ الْمَلَاءِ الْاَعْلٰی فَاِذَا سَلَّمَ عَلَیْهِ رَجَعَ فَهْمُهُ لِیُجِیْبَ مَنْ سَلَّمَ عَلَیْهِ

(آپ ﷺ امور ملاء اعلیٰ میں مصروف ہوتے ہیں جب کوئی سلام کہتا ہے تو آپ ﷺ کا فہم وتوجہ لوٹ آتا ہے تاکہ سلام کہنے والے کا جواب دیں)

بلکہ یہاں ایک اشکال پیدا ہوتا ہے کہ ہر وقت لاتعداد لوگ سلام عرض کرتے ہیں تو پھر آپ کا تمام وقت جواب میں سلام گزرتا ہوگا اس کا جواب دیا یہ معاملہ عقل و

(۱) القول البدیع، ۳۹۹

... بالاتر ہے۔ (۱)

... ملائکہ اپنی اپنی ذمہ داریوں کو بھی پورا کر رہے ہیں مگر ان کی تسبیح وتہلیل میں کوئی ... نا اس حقیقت کو امام زرقانی (ت، ۱۱۲۲) ان الفاظ میں آشکار کرتے ہیں۔

وَلَا رَیْبَ اَنَّ حَالَهُ فِی الْبَرْزَخِ اَفْضَلُ وَ اَکْمَلُ مِنْ حَالِ الْمَلَائِکَةِ هٰذَا سَیِّدُنَا عِزْرَائِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَقْبِضُ مِائَةَ اَلْفِ رُوْحٍ فِیْ وَقْتٍ وَّاحِدٍ وَ لَا یَشْغُلُهُ قَبْضٌ عَنْ قَبْضٍ وَ هُوَ مَعَ ذَالِكَ مَشْغُوْلٌ بِعِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی مُقْبِلٌ عَلَی التَّسْبِیْحِ وَالتَّقْدِیْسِ فَنَبِیُّنَا حَیٌّ یُصَلِّیْ وَ یَعْبُدُ رَبَّهُ وَ یُشَاهِدُ لَا یَزَالُ فِیْ حَضْرَةِ اِقْتِرَابِهِ مُتَلَذِّذًا السِّمَاعَ خِطَابِهِ (۲)

(بلا شبہ رسول اللہ ﷺ کا حال وشان برزخ میں ملائکہ کی شان وحال سے کہیں افضل ہے مثلاً سیدنا عزرائیل علیہ السلام ایک ہی وقت میں ایک لاکھ آدمیوں کی ارواح قبض کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے لیے ان کے لیے رکاوٹ نہیں بنتا اس کے ساتھ ساتھ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت بصورت تسبیح و تہلیل بھی جاری رکھتے ہیں اور اس میں کوئی فرق نہیں آتا تو ہمارے نبی ﷺ زندہ ہیں نماز ادا کرتے ہیں اور اپنے رب کی عبادت اور مشاہدہ کرتے ہیں اور دائما اس کا قرب اور اس کے خطاب سے لذت پاتے ہیں)

مولانا انور شاہ کشمیری (ت، ۱۳۵۲) نے اس روایت کا ترجمہ یہی کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندوں کی طرح افعال کرتے ہیں مثلاً نماز و ... ادا کرتے ہیں اور وہ افعال سے معطل نہیں ہوتے اور عرف عام میں معطل کو مردہ کہا جاتا ... اور اصل حیات افعال سے عبارت ہے مثلاً محاورہ ہے علم حیات اور جہالت موت ہے۔

وَ مِنْ هٰهُنَا اِنْحَلَّ حَدِیْثٌ اٰخَرُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ فِیْ رَدِّ رُوْحِهٖ ﷺ حِیْنَ یُسَلِّمُ عَلَیَّ لَیْسَ مَعْنَاهُ اَنَّهُ یَرُدُّ

(۱) فتح الباری، ۶-۳۷۹
(۲) زرقانی، ۱۲، ۲۰۶

رُوحَهُ اَیْ اَنَّهُ يُحْيٰ فِیْ قَبْرِهٖ بَلْ تُوَجُّهُهٗ مِنْ ذَالِكَ الْجَانِبِ اِلٰی هٰذَا الْجَانِبِ فَهُوَ حَیٌّ فِیْ كِلْتَا الْحَالَتَيْنِ بِمَعْنٰی اَنَّهٗ لَمْ يَطْرَأْ عَلَيْهِ التَّعَطُّلُ قَطُّ لٰكِنَّهٗ كَانَ مُسْتَهْلِكًا فِی التَّوَجُّهِ اِلٰی حُجْرَةِ الرَّبُوْبِيَّةِ فَاِذَا سَلَّمَ عَلَيْهِ رُدَّ عَلَيْهِ رُوحُهٗ بِمَعْنٰی شُغْلِهٖ بِذَالِكَ الْجَانِبِ الَّذِیْ كَانَ مُعَطَّلًا عَنْهُ قَبْلَهٗ (۱)

(یہاں سے ایک اور حدیث کا معاملہ بھی حل ہو جاتا ہے جسے امام ابوداؤد نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ پر سلام کے وقت روح مبارکہ لوٹائی جاتی ہے اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ روح لوٹا کر قبر میں زندہ کیا جاتا ہے بلکہ آپ ﷺ کو ایک جانب سے دوسری جانب متوجہ کیا جاتا ہے آپ ﷺ دونوں حالتوں میں بایں طور زندہ ہیں کہ آپ ﷺ پر تعطل طاری ہوتا ہی نہیں البتہ آپ ﷺ بارگاہ الٰہی کی طرف توجہ میں مستغرق ہوتے ہیں تو جب کوئی سلام کہتا ہے تو روح کو لوٹایا جاتا ہے یعنی اس جانب متوجہ کیا جاتا ہے جس جانب اس سے پہلے تعطل تھا)

۷۔ مولانا شبیر احمد عثمانی (ت، ۱۳۲۹) نے اہل علم سے جو جوابات نقل کیے ان میں پانچواں جواب یہ ہے۔

اِنَّهٗ لَيَسْتَغْرِقُ فِیْ اُمُوْرِ الْمَلَاءِ الْاَعْلٰی فَاِذَا سَلَّمَ عَلَيْهِ رَجَعَ اِلَيْهِ فَهْمُهٗ لِيُجِيْبَ مَنْ سَلَّمَ عَلَيْهِ

(آپ ﷺ ملاء اعلیٰ کے امور میں مشغول ہوتے ہیں جب کوئی سلام عرض کرتا ہے تو آپ ﷺ کا فہم و ادراک لوٹ آتا ہے تا کہ سلام والے کا جواب عنایت فرما سکیں)

پھر اس پر اشکال وارد ہوا کہ آپ ﷺ تو ہر وقت سلام کا جواب ہی دیتے رہتے ہوں گے کیونکہ ہر وقت آپ ﷺ پر لاتعداد سلام عرض کیا جاتا ہے تو آپ ﷺ کو دیگر عبادات کے لیے وقت نہیں ملتا ہوگا۔

(۱) فیض الباری، ۲:۶۵

جواب فتح الباری کے حوالہ سے دیا کہ

اِنَّ اُمُوْرَ الْاٰخِرَةِ لَا تُدْرَكُ بِالْعَقْلِ وَ اَحْوَالُ الْبَرْزَخِ اَشْبَهُ بِاَحْوَالِ الْاٰخِرَةِ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ (۱)

(آخرت کے امور کا ادراک عقل نہیں کر سکتا اور برزخ کے احوال کا معاملہ اخروی معاملات کی طرح ہے)

اور رہے اہل علم نے تصریح کی ہے کہ ملائکہ اپنی اپنی ذمہ داری بھی پوری کرتے ہیں ان کی تسبیح و تہلیل میں کبھی کمی واقع نہیں ہوتی۔

امام جلال الدین سیوطی (ت، ۹۱۱) نے اس جواب کو قوی بلکہ اقوی قرار دیتے ہوئے لکھا

وَهُوَ قَوِیٌّ جِدًّا اَنَّهٗ لَيْسَ الْمُرَادُ بِرَدِّ الرُّوْحِ عَوْدَهَا بَعْدَ الْمُفَارَقَةِ لِلْبَدَنِ وَ اِنَّمَا النَّبِیُّ ﷺ فِی الْبَرْزَخِ مَشْغُوْلٌ بِاَحْوَالِ الْمَلَكُوْتِ مُسْتَغْرِقٌ فِیْ مُشَاهَدَةِ رَبِّهٖ كَمَا كَانَ فِی الدُّنْيَا فِیْ حَالَةِ الْوَحْیِ وَ فِیْ اَوْقَاتٍ اُخَرَ تَعْبِيْرٌ عَنْ اِفَاقَتِهٖ مِنْ تِلْكَ الْمُشَاهَدَةِ وَ ذَالِكَ الْاِسْتِغْرَاقِ بِرَدِّ الرُّوْحِ

(یہ جواب نہایت ہی قوی ہے کیونکہ روح لوٹانے سے یہ مراد نہیں کہ وہ بدن اقدس سے جدائی کے بعد لوٹایا جاتا ہے البتہ نبی اکرم ﷺ احوال ملکوت اور اپنے رب کے مشاہدہ میں مشغول و مستغرق ہوتے ہیں جیسے دنیا میں حالت وحی اور دیگر اہم اوقات میں ہوتے تو اس مشاہدہ اور استغراق سے افاقہ کو روح لوٹانے سے تعبیر کیا ہے)

اس کے بعد اس کی ایک نظیر و مثال ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

وَ نَظِيْرُ هٰذَا قَوْلُ الْعُلَمَاءِ فِی اللَّفْظَةِ الَّتِیْ وَقَعَتْ فِیْ بَعْضِ اَحَادِيْثِ الْاِسْرَاءِ وَهِیَ قَوْلُهٗ فَاسْتَيْقَظْتُ وَ اَنَا بِالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ لَيْسَ الْمُرَادُ الْاِسْتِيْقَاظَ مِنْ

(۱) فتح الملہم، ۲:۳۸۹

نَوْمٍ فَإِنَّ الْإِسْرَاءَ لَمْ يَكُنْ مَنَامًا وَ إِنَّمَا الْمُرَادُ بِالْإِفَاقَةِ مِمَّا خَامَرَهُ مِنْ عَجَائِبِ الْمَلَكُوْتِ وَ هٰذَا الْجَوَابُ الْآنَ عِنْدِيْ أَقْوَى مَا يُجَابُ بِهِ عَنْ لَفْظَةِ الرَّدِّ وَ قَدْ كُنْتُ رَجَّحْتُ الثَّانِيَ ثُمَّ قَوِيَ عِنْدِيْ هٰذَا (۱)

(اس کی مثال علماء کا قول ہے جو حدیث معراج میں وارد الفاظ ''میں بیدار ہوا تو مسجد حرام میں تھا'' کی تشریح میں ہے کہ یہاں مراد نیند سے بیداری نہیں کیونکہ معراج خواب میں نہیں بیداری میں ہوئی یہاں اس استغراق و مستی سے بیداری مراد ہے جو عجائب ملکوت کے مشاہدہ سے حاصل ہوا یہ جواب اب میرے نزدیک زیادہ قوی ہے جو لفظ رد سے دیا گیا ہے پہلے میں نے دوسرے جواب کو ترجیح دی پھر مجھے یہ زیادہ قوی محسوس ہوا)

یہی امام شیخ تاج الدین فاکہانی (ت، ۷۳۴) کے ایک جواب کی توجیہ بیان کر کے فرماتے ہیں یہاں سے ایک اور جواب بھی سامنے آتا ہے اور وہ یہ ہے

أَنْ تَكُوْنَ الرُّوْحُ كِنَايَةً عَنِ السَّمْعِ وَيَكُوْنَ الْمُرَادُ إِنَّ اللّٰهَ يَرُدُّ عَلَيْهِ سَمْعَهُ الْخَارِقَ لِلْعَادَةِ حَيْثُ يَسْمَعُ الْمُسَلِّمَ وَ إِنْ بَعُدَ قُطْرُهُ وَ يَرُدُّ عَلَيْهِ مِنْ غَيْرِ إِحْتِيَاجٍ إِلٰى وَاسِطَةِ مُبَلِّغٍ وَلَيْسَ الرَّدُّ سَمْعَهُ الْمُعْتَادَ

(روح لوٹانے سے سلام کا سننا مراد ہے تو یہاں مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بطور معجزہ آپ ﷺ کا سننا لوٹا دیتا ہے کہ آپ ﷺ کہنے والوں کا سلام سنتے ہیں خواہ وہ کائنات میں کہیں پر ہو تو آپ ﷺ بلا واسطہ اس کا جواب دیتے ہیں یہاں لوٹانے سے مراد عادی و معمول کے مطابق لوٹانا نہیں)

اس پر دلیل دیتے ہوئے حدیث کا حوالہ دیتے ہیں:

وَقَدْ كَانَ لَهُ ﷺ فِي الدُّنْيَا حَالَةٌ يَسْمَعُ فِيْهَا سَمْعًا خَرْقًا لِلْعَادَةِ حَيْثُ كَانَ يَسْمَعُ أَطِيْطَ السَّمَاءِ كَمَا

بَيَّنْتُ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِ الْمُعْجِزَاتِ وَ هٰذَا قَدْ يَنْفَكُّ فِيْ بَعْضِ الْأَوْقَاتِ وَيَعُوْدُ لَا مَانِعَ مِنْهُ وَ حَالَتُهُ ﷺ فِي الْبَرْزَخِ كَحَالَتِهِ فِي الدُّنْيَا سَوَاءٌ (۱)

(آپ ﷺ کو دنیا میں یہ حالت حاصل تھی کہ خلاف عادت و معمول آپ ﷺ آسمانوں کی چڑچڑاہٹ کی آواز سنتے جس کی ہم نے کتاب المعجزات میں تفصیل لکھی ہے تو یہ حالت آپ ﷺ سے کبھی جدا ہو کر لوٹ سکتی ہے اور اس میں کوئی مانع نہیں کہ آپ ﷺ کی برزخی زندگی دنیاوی حالت کی طرح ہیں)

اس جواب کے مختار و قوی ہونے کا یہ عالم ہے کہ امام سبکی سے سخت اختلاف رکھنے والے شیخ ابن عبد الہادی نے یہ جواب نقل کیا ہے۔

هٰذَا رَدٌّ مَعْنَوِيٌّ فَإِنَّ الرُّوْحَ مُشْتَغِلَةٌ بِالْحَضْرَةِ الْإِلٰهِيَةِ وَالْمَلَاءِ الْأَعْلٰى عَنْ هٰذَا الْعَالَمِ فَإِذَا سُلِّمَ عَلَيْهِ اِلْتَفَتَ اِلَيْهِ لِرَدِّ سَلَامِهِ

(یہ روحانی طور پر لوٹانا ہے کہ روح مبارکہ اس جہاں سے بارگاہ الٰہی اور ملاء اعلیٰ کی طرف مشغول تھی جب کسی نے سلام عرض کیا تو وہ اس کے جواب کے لیے اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے)

اور پھر لکھا:

فَهٰذَا الْجَوَابُ فِيْهِ نَوْعٌ مِنَ الْحَقِّ (۲)

(اس جواب میں حق کا پہلو موجود ہے)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی (ت، ۱۰۵۲) اس روایت کی تشریح یوں کرتے ہیں۔

درینجا اشکال آرند که مضمون این حدیث مخالف حدیث حیوة آن حضرت است

(۱) انباء الاذکیاء، ۱۳

(۲) الصارم المنکی، ۲۲۶

ﷺ در برزخ زیرا که رد روح بر آن
حضرت در وقت سلام دلالت وارد بر
مفارقت روح از بدن شریف وے در
بعض اوقات و جواب می دہند که مراد
بعود روح نه عود او است ببدن بعد از
مفارقت بلکه افاقت و توجه است باین
عالم و سماع صلوٰة و سلام است و آن
حضرت مشغول است در برزخ باحوال
ملکوت و مستغرق است در مشاہدهٔ رب
العزة چنانکه در دنیا در حالت وحی می بود
پس تعبیر کرده شده از افاقت وے ازاں
مشاہده و استغراق برد روح چنانکه
در حدیث معراج واقع شده فاستیقظت
وَ اَنَا بِالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ پس بیدار شدم
و حالانکه من در مسجد حرام ام و معراج در
خواب نبود بمذاہب حق پس مراد افاقت و
بر آمدن اوست از مشاہدهٔ آن عالم و نیز
حیات انبیاء صلوٰة الله و سلامه علیه و علیهم و
رد روح ببدن ایشاں بعد از افاقت موت
است یکبار بجریان سنت الٰہی و بعد ازاں
ہیچ زمانے خالی نیست از صلوٰة و سلام اُمت
و مفارقت روح دروے مرةً بعد اخری مکرر
داخل تعذیب است که واجب است تنزیه
ساحت عزت و کرامت وے ﷺ ازاں
پس باید که دائم در حیات باشد فافہم و بالله

التوفیق سخن در ان ماند که ایں فضیلت رد سلام
از آن حضرت مخصوص بزائران قبر شریف
اوست مثل داخل در مجلس که سلام گوید یا عام
ست مر ہر کسے را که سلام فرستد چنانکه
در تشہد وغیر آن و ظاہر ہمین است(۱)

(اس جگہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ اس حدیث کا مضمون نبی اکرم ﷺ کی حیات پر دال حدیث کے مخالف ہے اس لیے کہ سلام کے وقت روح کا لوٹانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بعض اوقات روح بدن مبارک سے الگ ہوتی ہوگی۔ علماء اس کا جواب دیتے ہیں کہ ردِ روح سے مراد یہ نہیں ہے کہ روح نکالنے کے بعد واپس لوٹائی جاتی ہے بلکہ اس سے مراد اس جہاں کی طرف توجہ و اعتناء اور صلاة و سلام سننا ہے اور نبی اکرم ﷺ برزخ میں ملکوتی احوال میں مشغول اور مستغرق اور اپنے رب کا دیدار کر رہے ہوتے ہیں جیسا کہ دنیا میں حالت وحی میں مشغول ہوا کرتے تھے۔ لہٰذا اس توجہ، اعتناء و افاقہ اور استغراق کو ردِ روح سے تعبیر کر دیا گیا جیسا کہ حدیث معراج میں آیا ہے کہ فاستیقظت وَ اَنَا بِالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ پس میں بیدار ہوا حالانکہ مسجد حرام میں تھا اور مذہب حق کے مطابق معراج حالت خواب میں نہ تھی لہٰذا اس سے مراد نبی اکرم ﷺ کا اس جہان کے مشاہدہ سے فراغت مراد ہوگی۔ اور نیز سنت الٰہی یہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد فقط ایک بار ان کی روح لوٹائی جاتی ہے اور علاوہ ازیں کوئی وقت صلوٰۃ و سلام سے خالی نہیں ہوتا اور نبی کریم ﷺ کی روح مبارکہ کا دخول و خروج باعث تکلیف ہے اور نبی اکرم ﷺ کا اس حالت سے منزہ اور مبرا ہونا لازمی اور ضروری ہے اور نبی اکرم ﷺ کی جب ایک بار روح واپس کر دی گئی تو اس کے بعد ان کو دائمی حیات مل گئی اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں اور توفیق من جانب الله ہے اس مسئلہ پر گفتگو باقی رہ گئی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے سلام کی یہ فضیلت روضہ مبارکہ کے زائرین کے ساتھ خاص ہے یا جیسا کہ مجلس میں آنے والے صحابہ سلام کیا کرتے تھے یا ہر کسی کے لیے عام ہے کہ جو بھی سلام کہے جیسا کہ تشہید وغیرہ میں ہوتا ہے اور ظاہر یہی ہے کہ یہ عام ہے)

(۱) اشعة اللمعات، ۱: ۴۰۷

۱۱۔ امام زین الدین ابوبکر المراغی (ت، ۸۱۶) کے الفاظ ہیں۔

اِعْلَمْ اَنَّ کُتُبَ السُّنَّةِ مُتَضَمِّنَةٌ لِلْاَحَادِیْثِ الدَّالَّةِ عَلٰی اَنَّ رُوْحَ النَّبِیِّ ﷺ تُرَدُّ عَلَیْهِ وَاِنَّهٗ یَسْمَعُ وَ یَرُدُّ عَلَیْهِمُ السَّلَامَ (۱)

(کتب حدیث ایسی روایات پر مشتمل ہیں جو اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور ﷺ پر آپ کی روح مبارک لوٹائی جاتی ہے اور آپ ﷺ خود سلام سنتے اور سلام کہنے والوں کا جواب عنایت فرماتے ہیں)

۱۲۔ امام ابن حجر مکی کا فتویٰ

اس مقام پر اس فتویٰ کا مطالعہ بھی مفید رہے گا۔

سوال: امام شہاب الدین احمد ابن حجر مکی (ت، ۹۷۴) سے امام احمد، ابوداؤد اور امام بیہقی کی اس حدیث کے بارے میں پوچھا گیا۔

مَا مِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللهُ اِلَیَّ، وَفِیْ رِوَایَةٍ: عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ مَا الْجَوَابُ عَنْهُ مَعَ الْاِجْمَاعِ عَلٰی حَیَاةِ الْاَنْبِیَاءِ کَمَا تَوَاتَرَتْ بِهِ الْاَخْبَارُ وَ هَلْ عَلٰی تَفْسِیْرِ الرُّوْحِ بِالنُّطْقِ الَّذِیْ قِیْلَ فِیْهِ اِنَّهٗ اَحْسَنُ الْاَجْوِبَةِ اِعْتَرَاضٌ؟

(جس میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ (جو کوئی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری طرف روح لوٹا دیتا ہے) اور دوسری روایت میں ہے کہ (مجھ پر میری روح حتیٰ کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں) اس حدیث کا کیا مفہوم و جواب ہے؟ جب کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی حیات پر اجماع اور اس بارے میں احادیث تواتر کے ساتھ موجود ہیں اور کیا روح کی تفسیر نطق (گفتگو کے ساتھ کرنا اس کا درست جواب بن سکتا ہے کہ نہیں؟)

اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

(۱) تحقیق النصرة، ۱۱۶

اَلْجَوَابُ عَنْ ذَالِكَ مَعَ بَیَانِ مَا فِیْهِ ذَکَرْتُهٗ فِیْ کِتَابِیْ الْجَوَاهِرُ الْمُنَظَّمُ فِیْ زِیَارَةِ الْقَبْرِ الْمُکَرَّمِ وَ کِتَابِیْ الدُّرُّ الْمَنْضُوْدَ فِی الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلٰی صَاحِبِ الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ وَحَاصِلُ الْاُجُوْبَةِ عَنْ ذَالِكَ اَنَّ قَوْلَهٗ رَدَّ اللهُ عَلَیَّ جُمْلَةٌ حَالِیَةٌ فَیُقَدَّرُ فِیْهَا قَدْ عَلَی الْقَاعِدَةِ فِیْ وَ قُوْعِ الْمَاضِیْ حَالًا فَیَکُوْنُ الرَّدُّ سَابِقًا عَلَی السَّلَامِ الْوَاقِعِ مِنْ کُلِّ اَحَدٍ و حَتّٰی لَیْسَتْ تَعْلِیْلِیَةً بَلْ عَاطِفَةً وَالتَّقْدِیْرُ: مَا مِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا قَدْ رَدَّ اللهُ عَلَیَّ رُوْحِیْ قَبْلَ ذَالِكَ وَاَرُدُّ عَلَیْهِ وَ قَدْ صَرَّحَ بِقَدْ فِیْ رِوَایَةِ الْبَیْهَقِیْ فَمُرَادُ الْحَدِیْثِ الْاِخْبَارُ بِاَنَّ اللهَ تَعَالٰی یَرُدُّ اِلَیْهِ رُوْحَهٗ بَعْدَ الْمَوْتِ فَیَصِیْرُ حَیًّا عَلَی الدَّوَامِ حَتّٰی لَوْسَلَّمَ عَلَیْهِ اَحَدٌ رَدَّ عَلَیْهِ لِوُجُوْدِ الْحَیَاةِ فِیْهِ دَائِمًا وَاِنَّمَا جَاءَ الْاِشْکَالُ مِنْ ظَنِّ اَنَّ حَتّٰی تَعْلِیْلِیَةٌ وَ جُمْلَةُ رَدَّ بِمَعْنَی الْحَالِ اَوِ الْاِسْتِقْبَالِ الَّذِیْ یَلْزَمُ عَلَیْهِ تَکَرُّرِ الرَّدِّ عِنْدَ تَکَرُّرِ السَّلَامِ عَلَیْهِ وَ یَلْزَمُ مِنْ تَکْرَارِ الرَّدِّ تَکْرَارُ الْمُفَارَقَةِ الْمُوْجِبِ لِنَوْعِ اَلَمٍ وَالْمُخَالِفُ لِلَفْظِ الْقُرْآنِ اَنَّهٗ لَیْسَ اِلَّا مَوْتَتَانِ اَوْ لَفْظُ الرَّدِّ لَیْسَ لِلْمُفَارَقَةِ بَلْ کِنَایَةٌ عَنْ مُطْلَقِ الصَّیْرُوْرَةِ لَیْسَ لِلْمُفَارَقَةِ فِیْ مِلَّتِکُمْ اَیْ صِرْنَا لِاِسْتِحَالَةِ الْکُفْرِ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ اَوْ لَیْسَ الْمُرَادُ بِرَدِّ الرُّوْحِ عَوْدَهَا بَعْدَ مُفَارَقَةِ الْبَدَنِ وَ اِنَّمَا هُوَ مَشْغُوْلٌ فِی الْبَرْزَخِ بِاَحْوَالِ الْمَلَکُوْتِ مُسْتَغْرِقٌ فِیْ شُهُوْدِ رَبِّهٖ فَعُبِّرَ عَنْ اِفَاقَتِهٖ مِنْ ذَالِكَ بِالرَّدِّ وَ نَظِیْرُهٗ جَوَابُهُمْ

عَمَّا وَقَعَ فِيْ بَعْضِ اَحَادِيْثِ الْإِسْرَاءِ فَاسْتَيْقَظْتُ
وَاَنَا بِالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَإِنَّهُ لَيْسَ الْمُرَادُ
الْإِسْتِيْقَاظَ مِنْ نَوْمٍ لِاَنَّ الْإِسْرَاءَ لَمْ يَكُنْ مَنَامًا
بَلِ الْإِفَاقَةُ مِمَّا خَامَرَهٗ مِنْ عَجَائِبِ الْمَلَكُوْتِ اَوِ
الرَّدُّ يَسْتَلْزِمُ الْإِسْتِمْرَارَ اِذْ لَايَخْلُوْ مِنْ مُّسَلِّمٍ
عَلَيْهِ فِيْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ اَوِ الْمُرَادُ بِالرُّوْحِ هُنَا
النُّطْقُ مَجَازًا وَلَا يَلْزَمُ) مِنْ حَيَاةٍ عَلَى الدَّوَامِ
نُطْقُهٗ وَ عَلَاقَةُ الْمَجَازِ اِسْتِلْزَامُ النُّطْقِ لِلرُّوْحِ وَ
عَكْسُهٗ بِالْفِعْلِ اَوِ الْقُوَّةِ فَعُبِّرَ بِاَحَدِ الْمُتَلَازِمَيْنِ عَنِ
الْآخَرِ وَاعْتُرِضَ بِاَنَّ ظَاهِرَهٗ اَنَّهٗ مَعَ كَوْنِهٖ حَيًّا يَمْنَعُ
عَنْهُ النُّطْقَ فِيْ بَعْضِ الْاَوْقَاتِ وَ يُرَدُّ عَلَيْهِ عِنْدَ
سَلَامِ الْمُسَلِّمِ وَ هُوَ مُخَالِفٌ لِلنَّقْلِ لِمَا فِي الْاَخْبَارِ
اِنَّ كُلَّ مُؤْمِنٍ فِيْ قَبْرِهٖ يَنْطِقُ بِمَا شَاءَ لِمَا وَرَدَ اَنَّهٗ لَا
يَمْنَعُ النُّطْقَ فِيْ قَبْرِهٖ اِلَّا مَنْ مَّاتَ عَنْ غَيْرِ وَصِيَّةٍ
وَلِلْعَقْلِ لِاَنَّ الْحَصْرَ عَنِ النُّطْقِ وَاِنْ قَلَّ زَمَنُهٗ نَوْعُ
حَصْرٍ وَ هُوَ مُبَرًّا عَنْ ذَالِكَ وَ اُجِيْبَ عَنِ الْمُرَادِ بِالرَّدِّ
الْإِسْتِمْرَارُ مِنْ غَيْرِ مُفَارَقَةٍ فَالْمَجَازُ فِيْ لَفْظِ الرَّدِّ وَ
الرُّوْحِ فَالْاَوَّلُ اِسْتِعَارَةٌ تَبَعِيَّةٌ وَ الثَّانِيْ مَجَازٌ
مُرْسَلٌ اَوِ الْمُرَادُ بِالرُّوْحِ السَّمْعُ الْخَارِقُ لِلْعَادَةِ
بِحَيْثُ يَسْمَعُ الْمُسَلِّمُ عَلَيْهِ مِنْ غَيْرِ وَاسِطَةٍ وَ اِنْ
بَعُدَ اَوِ الْمُوَافِقُ لِلْعَادَةِ وَيَكُوْنُ الْمُرَادُ بِرَدِّهٖ اِفَاقَتَهٗ
مِنَ الْإِسْتِغْرَاقِ الْمَلَكُوْتِيْ اَوِ الْمُرَادُ بِالرُّوْحِ
الْفَرَاغُ مِنَ الشُّغْلِ مِمَّا هُوَ بِصَدَدِهٖ فِي الْبَرْزَخِ مِنَ
النَّظَرِ فِيْ اَعْمَالِ اُمَّتِهٖ وَالْإِسْتِغْفَارِ لِمُسِيْئِهِمْ

وَالدُّعَاءِ بِكَشْفِ الْبَلَاءِ عَنْهُمْ وَالتَّرَدُّدِ فِيْ اَقْطَارِ
الْاَرْضِ بِحُلُوْلِ الْبَرَكَةِ فِيْهَا اَوْ حُضُوْرِ جَنَازَةِ
صَالِحِيْ اُمَّتِهٖ كَمَا وَرَدَتْ بِذَالِكَ الْاَحَادِيْثُ
وَالْاَخْبَارُ فَلَمَّا كَانَ السَّلَامُ عَلَيْهِ مِنْ اَجَلِّ
الْاَعْمَالِ خَصَّ الْمُسَلِّمَ عَلَيْهِ بِاَنْ يَفْرُغَ لَهٗ مِنْ
اِشْغَالِهِ الْمُهِمَّةِ لَحْظَةً يَرُدُّ عَلَيْهِ فِيْهَا تَشْرِيْفًا لَهٗ وَ
مُجَازَاةً اَوِ الْمُرَادُ بِالرُّوْحِ الْاِرْتِيَاحُ عَلَيْكَ وَ فَرْحَةٌ
لِحُبِّهٖ لِذَالِكَ مِنْ اُمَّتِهٖ اَوْ مِنْهُ رَحْمَةٌ لَهٗ فَيَحْمِلُهٗ ذَالِكَ
عَلٰى اَنْ يَّرُدَّ عَلَيْهِ رَدًّا مَخْصُوْصًا (۱)

(میں اپنی کتب (اَلْجَوَاهِرُ الْمُنَظَّمُ فِيْ زِيَارَةِ الْقَبْرِ الْمُكَرَّمِ اور
اَلدُّرُّ الْمَنْضُوْدُ فِي الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلٰى صَاحِبِ الْمَقَامِ
الْمَحْمُوْدِ) میں تفصیلاً اس بارے میں لکھ چکا ہوں تاہم حاصل جواب یہ
ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد (رَدَّ اللهُ عَلَيَّ) جملہ حالیہ ہے اس سے
پہلے حرف قد مقدر ہوگا جیسا کہ قاعدہ نحو ہے کہ جب ماضی حال واقع ہو تو
اس سے پہلے قد مقدر ہوتا ہے لہٰذا ہر ایک کی طرف سے پیش کیا جانے والا
سلام موخر ہوگا اور ردروح مقدم ہوگا اور حرف حتیٰ تعلیلیہ (علت کے لیے)
نہیں ہے۔ بلکہ عاطفہ ہے عبارت یوں ہوگی۔ مَا مِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ
اِلَّا قَدْ رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ قَبْلَ ذَالِكَ وَ اَرُدُّ عَلَيْهِ اور امام بیہقی
کی روایت میں تو حرف قد صراحۃً موجود ہے تو حدیث کا مطلب یہ ہوگا
کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی روح مبارکہ ان کے وصال کے بعد
واپس کر دی ہے اور اب وہ دائمی طور پر حیات ہیں، حتیٰ کہ اب جو کوئی بھی
آپ ﷺ کو سلام پیش کرتا ہے تو آپ ﷺ اس کے سلام کا جواب دیتے
ہیں کیونکہ آپ میں دائمی حیات موجود ہے، اشکال کی وجہ یہ بنی ہے
کہ حرف (حتیٰ) کو تعلیلیہ گمان کیا گیا ہے اور جملہ رد روحی کو حال یا

---

(۱) الفتاوی الکبریٰ، ۲: ۱۱۳

استقبال کے معنی میں لیا گیا جس کے نتیجے میں تکرار سلام کے وقت تکرار رد روح لازم آتا ہے اور تکرار رد کی وجہ سے اس مفارقت کا تکرار لازم آتا ہے جو کہ درد و تکلیف کا باعث ہے۔ اور یہ الفاظ قرآنی کے بھی خلاف ہے کیونکہ وہاں دو ہی موتوں کا تذکرہ ہے۔ یا لفظ رد بمعنی مفارقت نہ ہوگا بلکہ مطلقاً ہونے سے کنایہ ہوگا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے اِنْ عُدْنَا فِیْ مِلَّتِنَا اَیْ صِرْنَا اس لیے کہ انبیاء سے کفر محال ہے یا رد روح سے مراد روح کا بدن سے جدا ہونے کے بعد لوٹ آنا مراد نہ ہوگا کیونکہ نبی اکرم ﷺ عالم برزخ میں ملکوت میں مشغول اور اپنے رب کی بارگاہ میں حاضری میں مستغرق ہیں تو ان احوال سے واپسی کو رد کے ساتھ تعبیر کیا گیا۔ مذکورہ جواب ایسا ہی ہے جیسا کہ بعض احادیث اسراء پر وارد ہونے والے اعتراض کا جواب دیا گیا جس میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ (میں جاگا تو اپنے آپ کو مسجد حرام میں پایا) تو اس جاگنے سے مراد نیند سے جاگنا مراد نہیں ہے اس لیے کہ معراج حالت بیداری میں ہوئی تھی نہ کہ حالت خواب میں بلکہ اس جاگنے سے ملکوتی عجائبات کی وجہ سے مخموری و استغراقی کیفیت سے افاقہ ہے یا رد سے مراد استمرار ہے کیونکہ کائنات میں کوئی ایسا گوشہ نہیں ہے جس میں آپ کو سلام بھیجنے والا موجود نہ ہو یا یہاں روح سے مراد نطق ہوگا مجازاً اور نبی اکرم ﷺ کی دائمی زندگی کی وجہ سے بولنا لازم نہیں آتا اور مجاز کا علاقہ یہ ہے کہ نطق روح کو لازم ہے یعنی جس میں روح ہوگی وہ بولے گا اور اس کا عکس ہوگا بالفعل یا بالقوۃ یعنی جو بولے گا اس میں روح ہوگی تو دو متلازمین میں سے ایک کو دوسرے کے ساتھ تعبیر کر دیا گیا۔ رہا یہ اعتراض کہ نبی اکرم ﷺ کے حیات ہونے کے باوجود ان کو بعض اوقات گفتگو سے روک دیا جاتا ہے اور سلام کرنے والے کے سلام کے وقت آپ کی قوت گویائی لوٹا دی جاتی ہے حالانکہ یہ نقل کے مخالف ہے جیسا کہ احادیث میں ہے کہ ہر مومن اپنی قبر میں جو چاہتا ہے بولتا ہے اس لیے کہ حدیث میں ہے کہ "قبر میں گفتگو ممنوع نہیں ہے مگر اس کے لیے جو بغیر وصیت یا بے عقل مر گیا، اس لیے کہ گفتگو سے بندش اگرچہ قلیل ہو تو نبی اکرم ﷺ اس سے پاک ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ رد سے مراد بلا مفارقت دوام و استمرار ہے تو لفظ رد اور روح میں مجاز ہوگا پہلے میں استعارہ تبعیہ اور دوسرے میں مجاز مرسل ہوگا یا رد سے مراد خارق و خلاف عادت سننا ہوگا اس طرح کہ سلام کرنے والے کا سلام بلا واسطہ سن لیتے ہیں اگرچہ دور ہو یا رد سے مراد موافق عادت سننا مراد ہوگا اور اس سے مراد ملکوتی استغراق سے افاقہ ہوگا۔ یا روح سے مراد عالم برزخ میں ان کاموں سے فراغت مراد ہوگی جیسا کہ اپنی اُمت کے اعمال کا مشاہدہ کرنا اور گناہ گاروں کے لیے استغفار کرنا اور ان سے معصیت کی دوری کی دعا کرنا اور زمین کے مختلف مقامات پر برکت عطا کرنے کے لیے تشریف لے جانا یا اپنی اُمت کے صالحین کے جنازوں میں شریک ہونا جیسا کہ احادیث و اخبار اس پر شاہد ہیں چونکہ نبی اکرم ﷺ پر سلام بھیجنا اعلیٰ کاموں سے ایک لمحہ کے لیے فراغت حاصل کر کے اس سلام کا جواب دیتے ہیں مقصد اس کی عزت افزائی اور ادائیگی جزاء ہوتا ہے یا روح سے مراد راحت اور رحمت ہوگی اگر "فَرَوْحٌ وَّ رَیْحَانٌ" میں موجود لفظ "فروح" کی راء پر ضمہ پڑھا جائے یعنی جب نبی اکرم ﷺ کی اُمت کا کوئی فرد آپ ﷺ پر سلام بھیجتا ہے تو آپ کو راحت اور خوشی حاصل ہوتی ہے اس پر کہ ان کی اُمت کا کوئی فرد ان سے محبت کرتا ہے یا نبی اکرم ﷺ اس پر رحمت فرماتے ہیں تو اس رد روح کو مخصوص رد پر محمول کیا جائے گا)

اُمت کی اکثریت کا موقف

پیچھے گزرا کہ یہ جواب روح کا متوجہ ہو کر سننا، حسن بلکہ اقویٰ اور احسن ہے۔

یہ بات بھی سامنے رہے کہ یہاں رد روح سے آپ ﷺ کا سننا مراد لینا اُمت کی اکثریت کا موقف ہے۔ یہاں ہم کسی اور کا حوالہ دینے کی بجائے مخالفین کے معتبر نام کا حوالہ دے دیتے ہیں تا کہ ہماری بات خوب پختہ ہو جائے شیخ منظور نعمانی دیو بندی نے اس مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا۔

اکثر شارحین نے رد روح کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ قبر مبارکہ میں آپ ﷺ

کی روح پاک کی تمام تر توجہ دوسرے عالم کی طرف اور اللہ تعالیٰ کی جمالی اور جلالی تجلیات کے مشاہدہ میں مصروف رہتی ہے۔ پھر جب کوئی اُمتی سلام کرتا ہے اور وہ فرشتہ کے ذریعے یا براہ راست آپ تک پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے اذن سے آپ کی روح (ایک جہت سے) اس طرف بھی متوجہ ہوتی ہے اور آپ ﷺ سلام کا جواب دیتے ہیں پس اس روحانی توجہ اور التفات کو روح سے تعبیر فرمایا گیا۔ (۱)

یہاں جہت کے حوالہ سے ڈاکٹر خالد محمود کے الفاظ بھی سامنے رکھیں۔

سلام پیش کرنے والوں کی طرف روح مقدس کی ہزاروں جہات متوجہ مجیب اور ملاحظہ ان (کبھی کسی طرف اور کبھی کسی طرف) مگر اس سے روح اقدس کا ذات تجلیات الٰہی میں استغراق متاثر نہیں ہوتا اس میں فرق نہیں ہوتا آپ ہمہ وقت جمال وجلال کے مشاہدہ میں مستغرق رہتے ہیں۔ (۲)

یہ جواب بھی درست ہے

زیر بحث حدیث پر اعتراض کا یہ جواب قبول کرنا درست ہے، شیخ سرفراز صفدر نے لکھا محدثین کرام نے اس صحیح حدیث پر وارد ہونے والے اشکال کے کئی جوابات دیے ہیں۔ ان میں سے جو جواب بھی کسی کو پسند آئے قبول کر لے۔ (۳)

آپ نے پڑھ لیا اہل سنت نے اس جواب کو مختار و بہتر قرار دیا ہے کہ آپ ﷺ کی روح انور متوجہ ہو کر سلام سن کر جواب عنایت کرتی ہے۔

کیا یہ وسوسے اور توہمات ہیں

امام تقی الدین سبکی، ملا علی قاری، امام انطاکی، امام سیوطی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اور اُمت کی اکثریت کا یہ موقف سامنے آ گیا کہ رسول اللہ چاہیں تو تمام اُمت کا صلاۃ وسلام خود سن سکتے ہیں اور اس میں واسطہ ضروری نہیں۔ اب

(۱) معارف الحدیث، ۵:۲۷۶
(۲) مقام حیات، ۴۳۳
(۳) تسکین الصدور، ۳۱۷

انہیں اپنے ان جملوں پر ضرور غور کرنا چاہیے کہ ہم کیا لکھ رہے ہیں۔

ڈاکٹر خالد محمود لکھتے ہیں۔

مبتدعین کا یہ کہنا کہ براہ راست سننے اور بتوسط ملائکہ بھیجنے کا فرق قرب و بعد کے لیے نہیں بلکہ محبت وعدم محبت کے لیے ہے۔ جو محبت سے درود پڑھے وہ خود سنتے ہیں اور دوسرا فرشتوں کی وساطت سے پہنچایا جاتا ہے یہ سب وسوسے اور توہمات ہیں تحقیق میں ان کا مقام نہیں درود شریف تو پڑھا ہی محبت سے جاتا ہے۔ (۱)

ان کے شیخ اور ماخذ شیخ سرفراز خان صفدر کے الفاظ ہیں۔

اس روایت سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ دور والے جو لوگ درود وسلام پڑھتے ہیں وہ آپ تک بتوسط ملائکہ پہنچایا جاتا ہے آپ خود اس کی سماعت نہیں فرماتے جیسا کہ بعض جاہلوں کا خیال ہے۔ (۲)

کیا یہ تمام اہل علم وساوس اور توہمات کا شکار ہیں؟ کیا یہ تمام قرآن وسنت سے جاہل ہیں؟ لازم ہے کہ ہم ان معاملات پر نظر ثانی کریں تاکہ اُمت گمراہی سے بچ سکے۔

اہل بیتِ اطہار کی تائید

اس حدیث کے عموم کی تائید اہل بیت اطہار کے عمل سے بھی ہوتی ہے۔ جب وہ دیکھتے کہ یہ شخص سلام کے لیے روضہ اقدس پر بار بار آتا ہے اور پھر بہت ہی قریب ہو کر سلام کا خواہشمند ہوتا ہے تو وہ اسے فرماتے تم سلام کے لیے اتنی قربت اور نزدیکی کے متمنی کیوں ہو؟ تمہیں علم ہونا چاہیے رسول اللہ ﷺ کو سلام عرض کرنے والا کہیں ہو اس کا سلام آپ سنتے ہیں اور اس کا جواب بھی عنایت فرماتے ہیں تو روضہ اقدس کے قریب عرض کرنے والا اور شہر اندلس سے سلام عرض کرنے والا برابر ہیں۔

۱۔ شارح بخاری امام محمد قسطلانی (ت، ۹۲۳) امام حسن رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے

رَاٰی رَجُلًا یَنْتَابُ الْقَبْرَ فَقَالَ لَهٗ یَا هٰذَا مَا اَنْتَ وَ

(۱) مقام حیات، ۴۵۸
(۲) تسکین الصدور، ۳۲۵

رَجُلٌ بِالْاَنْدُلُسِ اِلَّا سَوَاءٌ

(آدمی کو دیکھا جو مزار عالی کا قرب تلاش کر رہا تھا فرمایا تم اور اندلس میں رہنے والا برابر ہو)

اس کا ترجمہ امام موصوف نے یہ کیا۔

اِنَّ الْجَمِیْعَ یَبْلُغُهٗ (۱)

(کہ تمام کا سلام پہنچ جاتا ہے)

۲۔ مولانا محمد انوار اللہ فاروقی (ت، ۱۳۳۵) خلیفہ مجاز حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے اس واقعہ کو امام سخاوی کے حوالہ سے نقل کیا اور لکھا۔

روایت ہے کہ ایک شخص قبر شریف کے پاس آ کر سلام عرض کیا کرتا تھا حسن بن حسن رضی اللہ عنہم نے اس کو فرمایا کہ تو اور وہ شخص جو اندلس میں ہو برابر ہیں یعنی آنحضرت ﷺ کو علم دونوں کا برابر ہے۔

اور پھر بطور فائدہ لکھا

اس سے ظاہر ہے کہ جو لوگ مقامات دور دراز سے آنحضرت ﷺ پر سلام عرض کیا کرتے ہیں وہ بھی حضوری سے محروم نہیں ہیں۔ اب رہی وہ حدیث شریف جو فرماتے ہیں کہ اگر کوئی میری قبر کے پاس مجھ پر سلام کرے تو میں سنتا ہوں اور دور سے ملائکہ پہنچاتے ہیں تو بعد ان دلائل کے جواب اس کا آسان ہے اس لیے کہ اس میں نفی سماع کی تصریح نہیں ہے ایک طریقہ علم کا فرما دیا۔ جس میں سامعین کو استبعاد بھی نہ ہو اور مقصد بھی حاصل ہو جائے۔ (۲)

روایات دونوں طرح کی ہیں:

آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں درود و سلام پہنچنے کے بارے میں روایات دونوں طرح کی ہیں بعض میں ملائکہ کے پہنچانے کا ذکر ہے تو بعض میں اس کا ذکر نہیں صرف اتنا تذکرہ ہے کہ تمہارا درود سلام مجھے پہنچ جاتا ہے یا الفاظ یہ ہیں کہ مجھے پیش کیا

(۱) مسالک الحنفاء، ۱۹۸

(۲) انوار احمدی، ۷۸ مطبوعہ الکتاب

مثلاً ان الفاظ حدیث کا مطالعہ کیجیے۔

امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت میں الفاظ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

صَلُّوْا عَلَیَّ وَ سَلِّمُوْا فَاِنَّ صَلَاتَکُمْ وَ سَلَامَکُمْ یَبْلُغُنِیْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ

(مجھ پر صلوٰۃ وسلام پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھے پہنچ جاتا ہے خواہ تم کہیں ہو)

امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہم سے بھی تقریباً یہی الفاظ ہیں۔

سَلِّمُوْا عَلَیَّ فَاِنَّ تَسْلِیْمَکُمْ یَبْلُغُنِیْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ (۱)

(مجھے سلام کہا کرو کیونکہ مجھے تمہارا سلام پہنچ جاتا ہے خواہ تم کہیں ہو۔)

اور یہ حدیث حسن ہے۔

قاضی اسماعیل اسحاق (ت، ۲۸۲) نے الفاظِ روایت یہ نقل کیے ہیں۔

وَ صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلَاتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُمَا کُنْتُمْ (۲)

(مجھ پر تم درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھے پہنچا جاتا ہے خواہ تم کہیں ہو)

اور ہے انہیں احادیث کے تحت امام بیضاوی (ت، ۶۸۶) کی یہ عبارت ہر امام نے نقل کی ہے کہ صلاۃ وسلام پہنچ جانے کی وجہ یہ ہے۔

لِاَنَّ النُّفُوْسَ الْقُدْسِیَّةَ اِذَا تَجَرَّدَتْ عَنِ الْعَلَائِقِ الْبَدَنِیَّةِ عَرَجَتْ وَ اتَّصَلَتْ بِالْمَلَاءِ الْاَعْلٰی وَلَمْ یَبْقَ لَهَا حِجَابٌ فَتَرَی الْکُلَّ کَالْمُشَاهَدِ لَهَا اَوْ بِاِخْبَارِ الْمَلَکِ لَهَا وَ فِیْهِ سِرٌّ یَطَّلِعُ عَلَیْهِ مَنْ تَیَسَّرَ لَهٗ (۳)

(کیونکہ نفوس قدسی جب تعلقات بدن سے جدا ہو کر بلند اور ملاء اعلیٰ سے متصل ہو جاتے ہیں تو ان کے لیے کوئی پردہ نہیں رہ جاتا وہ تمام مشاہدہ کرنے والے کی طرح دیکھتے ہیں یا انہیں ملائکہ اطلاع کر دیتے ہیں اس میں ایسا راز ہے جسے مطلع ہونے والا ہی جان سکتا ہے)

(۱) مسالک الحنفاء، ۱۹۶

(۲) فضل الصلاۃ، ۱۲۹

(۳) مسالک الحنفاء، ۲۰۱

شیخ ابن عبدالہادی کی تطبیق:

شیخ محمد بن عبدالہادی (ت، ۷۴۴) نے بھی نہایت واضح الفاظ میں تصریح کی ہے کہ الفاظ حدیث کا تقاضا عموم ہی ہے یہ قریب و بعید ہر ایک کو شامل ہے رسول اللہ ﷺ کے مبارک الفاظ ''مَا مِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ'' کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھا ممکن ہے اس کا معنی قبر کے پاس سلام عرض کرنا ہو جیسے آئمہ کی ایک جماعت نے اس سے سمجھا۔

وَيَحْتَمِلُ اَنْ يَّكُوْنَ مَعْنَاهُ عَلَى الْعُمُوْمِ وَ اَنَّهُ لَا فَرْقَ فِيْ ذَالِكَ بَيْنَ الْقَرِيْبِ وَ الْبَعِيْدِ وَ هٰذَا هُوَ ظَاهِرُ الْحَدِيْثِ وَ هُوَ الْمُوَافِقُ لِلْاَحَادِيْثِ الْمَشْهُوْرَةِ الَّتِيْ فِيْهَا فَاِنَّ تَسْلِيْمَكُمْ يَبْلُغُنِيْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ وَ اِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ حَيْثُمَا كُنْتُمْ (۱)

(اور ممکن ہے اس کے معنی میں عموم ہو اور اس حوالہ سے قریب و بعید میں کوئی فرق نہ ہوگا اور ظاہر حدیث عموم ہی کا تقاضا کر رہا ہے اور یہ ان احادیث مشہورہ کے بھی موافق ہے جن میں ہے کہ تم کہیں بھی صلاۃ پڑھو مجھے وہ پہنچ جاتا ہے۔ تم جہاں بھی سلام کہو مجھے وہ سلام پہنچ جاتا ہے)

رسول اللہ ﷺ کا اعمال اُمت پر عینی شاہد ہونا، آپ پر اعمال اُمت کا پیش کیا جانا، سلام والے کا جواب عنایت کرنا بتا رہا ہے کہ درود پڑھا جانے والا درود و سلام بھی براہ راست پیش ہوتا ہے البتہ ملائکہ بھی پہنچاتے ہیں اور ان میں کوئی تعارض نہیں۔

ایک روایت کے الفاظ ہیں۔

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ بَلَغَتْنِيْ صَلَاتُهٗ وَ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ (۲)

(جو مجھ پر درود پڑھتا ہے اس کا درود مجھ تک پہنچتا ہے اور میں اس کا جواب دیتا ہوں)

(۱) الصارم المنکی، ۱۹۷
(۲) الدر المنضود، ۱۱۲۲

جمعہ کے روز درود شریف کے بارے میں روایات

اسی طرح بروز جمعہ درود شریف والی روایات کا مطالعہ کیجئے ان میں بھی ملائکہ کے درود پہنچانے کا تذکرہ نہیں بلکہ اکثر الفاظ یہ ہیں کہ وہ درود شریف پیش کر دیا جاتا ہے ان روایات کے الفاظ خود ملاحظہ کر لیجئے۔ مثلاً ایک روایت جسے امام ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم، نووی، منذری نے صحیح قرار دیا۔ اس کے الفاظ ہیں جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرو۔

فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ وَ كَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَ قَدْ اَرَمْتَ ؟ قَالَ اِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ (۱)

(کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارا درود آپ پر کیسے پیش ہوگا حالانکہ آپ کا وصال ہو گیا فرمایا زمین پر انبیاء کے جسم کا کھانا حرام فرما دیا ہے)

دونوں روایات میں یکسانیت

جیسے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم درود شریف پڑھتے ہو تو میں تمہاری آواز سن لیتا ہوں صحابہ نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ وصال کے بعد بھی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں

ان دونوں روایات کی یکسانیت اس سے آگاہ کر رہی ہے کہ ہمارا درود و سلام براہ راست بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچ جاتا ہے صحابہ نے وضاحت چاہی تو آپ ﷺ نے آشکار کر دیا کہ اسے دنیاوی حالت کی طرح ہی سنوں گا اس میں کوئی فرق ہی نہیں صحابہ کے سامنے اپنے زندہ ہونے کا اعلان بھی بتا رہا ہے کہ آپ ﷺ درود شریف خود سنتے ہیں حضرت اوس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کے الفاظ ہیں جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرو۔

(۱) الدر المنضود، ۱۲۳

"فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ"

(کیونکہ تمہارا درود شریف مجھ پر پیش کر دیا جاتا ہے)

ان روایات میں ملائکہ کا ذکر نہیں اسی لیے شارحین نے ان کے تحت لکھا کہ جمعہ کے دن آپ ﷺ درود شریف کا سماع خود فرماتے ہیں۔

۱۔ حضرت ملا علی قاری حنفی (ت، ۱۰۱۴) اسی روایت کے تحت رقمطراز ہیں

(ای من غیر واسطة او من غیر انتظار رابطة)(۱)

(یعنی بغیر واسطہ یا بلا انتظار رابطہ درود پہنچ جاتا ہے)

۲۔ الحرز الثمین میں احادیث کے درمیان موافقت دیتے ہوئے لکھتے ہیں

إِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ لَا خِفَاءَ فِيْ أَنَّ الْحَدِيْثَ إِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ يُبَلِّغُوْنِيْ عَنْ أُمَّتِي السَّلَامَ عَلٰى مَا سَيَأْتِيْ يَدُلُّ أَنَّ الصَّلٰوةَ مُطْلَقًا مَعْرُوْضَةٌ عَلَيْهِ فَالْجَمْعُ بَيْنَهُمَا بِأَنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِمَزِيْدِ الْفَضِيْلَةِ لِتَعْرِضَ عَلَيْهِ مِنْ غَيْرِ وَاسِطَةٍ كَمَا فَرْقٌ بَيْنَ الصَّلَاةِ عِنْدَ الرَّوْضَةِ الشَّرِيْفَةِ وَ سَائِرِ الْبِقَاعِ الْمُنِيْفَةِ فَقَدْ أَخْرَجَ أَبُو الشَّيْخِ فِيْ كِتَابِ ثَوَابِ الْأَعْمَالِ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ مَرْفُوْعًا مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ سَمِعْتُهُ وَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ نَائِيًا أُبْلِغْتُهُ (۲)

(تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے اس میں کوئی خفا نہیں کہ حدیث ہے اللہ تعالیٰ کے فرشتے زمین کا دورہ کرتے ہیں اور وہ میری اُمت کا سلام پہنچاتے ہیں جو عنقریب آرہی ہے یہ حدیث نشاندہی کر رہی ہے درود شریف ہر حال میں آپ ﷺ کو پہنچایا جاتا ہے تو اب ان دونوں میں موافقت یوں ہوگی کہ بروز جمعہ مزید فضیلت کی وجہ سے درود شریف بلا واسطہ پہنچایا جاتا ہے جیسے روضۂ اقدس اور دیگر مقامات کے درود میں فرق

(۱) شرح الشفاء، ۲۔ ۱۴۴

(۲) الحرز الثمین شرح الحصن، ۴۷۷

ہے ابو الشیخ نے کتاب ثواب الاعمال میں عمدہ سند کے ساتھ روایت کیا فرمایا جو میری قبر کے پاس درود پڑھے میں اسے خود سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھے وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے)

۳۔ حصن حصین کے ایک اور شارح مولانا فخر الدین مرحوم نے اس کا ترجمہ اور تطبیق دیتے ہوئے لکھا ہے۔

"فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ پس بدرستیکہ درود شما عرض کردہ میشود و ہر جای ہر گاہ کہ بفرستید این توجیہ بسبب اطلاق تعلیل در تطبیق این حدیث با حدیث ان للہ ملائکۃ سیاحین یبلغونی عن امتی السلام ظاہر است وشارح جلیل در تطبیق گفتہ کہ در روز جمعہ بسبب فضیلت اور عرض کردہ میشود بر آنحضرت ﷺ بلا واسطہ چنانکہ فرق است میاں گفتن درود نزد روضہ مقدس ونزد سائر اماکن کہ انجا عرض بلا واسطہ واینجا بواسطہ ملائکہ" (۱)

(تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے ہر جگہ اور ہر مقام سے۔ اس توجیہہ کا سبب اس حدیث کی اس دوسری حدیث سے تطبیق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ملائکہ میری اُمت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں شارح جلیل (ملا علی قاری) نے ان میں موافقت دیتے ہوئے لکھا فضیلت جمعہ کی وجہ سے اس روز کا درود حضور ﷺ کی خدمت قدس میں بلا واسطہ پہنچتا ہے جیسے روضۂ اقدس اور دیگر مقامات کے درود میں فرق ہے)

۴۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی (ت، ۱۰۵۲) شب جمعہ میں درود سلام کی فضیلت کے حوالہ سے رقمطراز ہیں۔

وبعضے از علمای گفت کہ از خصوصیت شب جمعہ است کہ آنحضرت ﷺ بنفس شریف خود جواب صلاۃ وسلام میگوید (۲)

(بعض علماء فرماتے ہیں کہ شب جمعہ کی یہ خصوصیت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس رات درود وسلام خود سن کر جواب عنایت فرماتے ہیں)

(۱) الحرز الوصین، ۴۴۳

(۲) جذب القلوب، ۱۸۸

۵۔ صاحب سیرت حلبیہ امام علی نور الدین حلبی (ت، ۱۰۴۴) ایک اشکال نقل کر
کے جواب دیتے ہیں۔ وہ اشکال وجواب ان کی زبانی سنیے۔

سوال

احادیث صحیحہ میں ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں درود وسلام ملائکہ پہنچاتے ہیں۔

وَاِنَّهُ لَیْلَةَ الْجُمُعَةِ وَ یَوْمَهَا یَسْمَعُ ذٰلِكَ بِنَفْسٍ وَ یَرُدُّ بِکُلِّ حَالٍ

(اور آپ ﷺ جمعہ کے دن ورات درود وسلام خود سنتے ہیں ہاں جواب ہر ایک کا خود دیتے ہیں)

اگر آپ ﷺ ہر جگہ سے سنتے ہیں تو پھر یہ کیا معاملہ ہے؟

جواب:

جن روایات میں ملائکہ کے پہنچانے کا تذکرہ ہے یہ بطور احترام وتوقیر ہے۔

وَ اِلَّا فَالَّذِیْ یَقُوْلُ بِاَنَّ الْبُعْدَ فِی الْمُسَافَةِ حِجَابٌ بَیْنَ صَلَاتِنَا وَ بَیْنَ سَمَاعِ النَّبِیِّ ﷺ بِهَا یَلْزَمُ اَنَّ الْقَبْرَ الشَّرِیْفَ وَالشَّبَّاكَ الْمُعَظَّمَ وَ نَحْوَ ذٰلِكَ مِنَ الْاَشْیَاءِ الْحِسِّیَّةِ مَانِعٌ مِنَ السَّمَاعِ لَهُ ﷺ وَهٰذَا لَا یَقُوْلُهُ اَحَدٌ

(ورنہ جو کہتا ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کے درمیان دوری ومسافت خود سننے میں رکاوٹ ہے تو اس پر یہ اعتراض لازم آئے گا کہ پھر قبر انور، عظیم جالیاں اور دیگر اشیاء حسی بھی درود سننے سے رکاوٹ ہوں گی حالانکہ ایسی بات تم بھی نہیں کہتے)

اور جمعہ کے بنفس نفیس سننے کے بارے میں لکھا

فَیَکُوْنُ الْمَعْنٰی اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی لِاِظْهَارِ مَزِیَّةِ لَیْلَةِ الْجُمُعَةِ وَ یَوْمِهَا اَنَّهُ یُحْدِثُ لِلنَّبِیِّ ﷺ فِیْ تِلْكَ اللَّیْلَةِ زِیَادَةَ اِدْرَاكٍ لِیُهْتَمَّ شَانُهَا

(یہ جمعہ کی رات کی فضیلت ہے تو اب ان روایات کا اللہ کی توفیق سے معنی یہ ہوگا کہ اس کی عظمت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ اس رات ودن سرور عالم ﷺ کے ادراک وعلم میں اور اضافہ فرما دیتا ہے)

جیسے بارگاہ الٰہی میں ملائکہ بندوں کے اعمال پیش کرتے ہیں حالانکہ وہ اس پر مخفی نہیں بلکہ فقط ملائکہ کی شہادت وگواہی کے لیے ایسا ہے۔

وَاِلَّا فَکَفٰی بِالنَّبِیِّ ﷺ شَاهِدًا اَوْ کَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا اَوْ رَقِیْبًا (۱)

(ورنہ آپ ﷺ کا شاہد ہونا اور اس طرح اللہ تعالیٰ کا شہید ونگہبان ہونا ہی کافی ہے)

۶۔ امام محمد مہدی الفاسی (ت، ۱۱۰۹) شرح دلائل الخیرات میں ایک فرمان نبوی ﷺ کی تشریح میں رقمطراز ہیں۔

(اَسْمَعُ) یَعْنِیْ بِلَا وَاسِطَةٍ (صَلَاةَ اَهْلِ مَحَبَّتِیْ) اَلَّذِیْنَ یُصَلُّوْنَ عَلَیَّ مَحَبَّةً لِیْ وَ شَوْقًا وَ تَعْظِیْمًا ظَاهِرُهُ سَوَاءٌ صَلّٰی عَلَیْهِ الْمُحِبُّ لَهُ عِنْدَ قَبْرِهٖ اَوْ نَائِیًا عَنْهُ وَ اَعْرِفُهُمْ (۲)

(میں بلا واسطہ اہل محبت کا درود سنتا ہوں یعنی جو خوب شوق ومحبت سے مجھ پر درود پڑھتے ہیں خواہ وہ محبت والے میری قبر کے پاس ہوں یا دور ہوں اور میں انہیں پہنچانتا ہوں)

۷۔ پہلے بڑی تفصیل سے آچکا ہے کہ اہل علم کے ہاں "رَدَّ اللّٰهُ رُوْحِیْ" کا مختار معنی رسول اللہ ﷺ کا بلا واسطہ درود وسلام سننا ہے خواہ درود وسلام پڑھنے والا دنیا کے کسی گوشہ میں ہو۔

---

(۱) جواہر البحار، ۲، ۱۵۵، ۱۵۶

(۲) مطالع المسرات، ۸۱

بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ سے تائید

کتاب میں پوری ایک فصل موجود ہے جس میں متعدد کتب کے حوالہ سے روایت مذکور ہے کہ امام طبرانی نے ایک روایت ان الفاظ میں ذکر کی:

مَا مِنْ عَبْدٍ یُصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ حَیْثُ کَانَ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ بَعْدَ وَفَاتِکَ قَالَ وَ بَعْدَ وَفَاتِیْ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَأْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ

(جو بندہ بھی مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے مجھے اس کی آواز پہنچ جاتی ہے خواہ وہ کہیں بھی ہو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے وصال کے بعد بھی فرمایا ہاں وفات کے بعد بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر اجسام انبیاء کا کھانا حرام کر دیا ہے)

کیا اس مبارک روایت کے الفاظ واضح اعلان اور دیگر الفاظ حدیث کی تشریح نہیں کر رہے کہ اُمت کا درود و سلام آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں بلاواسطہ پہنچ جاتا ہے یہاں تک کہ آپ ﷺ درود و سلام عرض کرنے والے کی آواز تک سن لیتے ہیں اسی بات کو امام بیضاوی کے حوالہ سے تمام آئمہ اُمت نے بیان کر دیا۔ غور کر لیجئے ان میں کہیں بھی ملائکہ کے پہنچانے کا ذکر نہیں۔

فصل:

روضۂ اقدس پر تمام آوازیں سننے والے فرشتے کا تقرر

احادیثِ مبارکہ میں جیسے یہ ہے کہ روضۂ اقدس پہ حاضر ہونے والوں کا درود شریف رسول اللہ ﷺ خود سنتے ہیں، اسی طرح متعدد احادیث میں یہ بھی موجود ہے کہ وہاں ایک ایسا طاقتور فرشتہ مقرر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کی آواز سننے کی طاقت دے رکھی ہے، کائنات میں جب بھی کوئی آپ ﷺ پر درود و سلام پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ اس آدمی کا نام اور اس کے والد کا نام لے کر عرض کرتا ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ فلاں کا بیٹا فلاں آپ کی خدمت میں درود و سلام عرض کر رہا ہے، اس فرشتے کی قوت کے بارے میں یہ بھی منقول ہے کہ اس فرشتے کے سامنے ساری کائنات ایک لقمہ کی مانند ہے

آئمہ اُمت نے روضہ اقدس پر فرشتے کے تقرر کو رسول اللہ ﷺ کا خاصہ قرار دیتے ہوئے لکھا کہ یہ عظمت و شان کسی اور کو حاصل نہیں، آیئے اِن احادیثِ مبارکہ کا مطالعہ کرتے ہیں جن میں تقرر فرشتہ اور اس کی قوت کا تذکرہ ہے

۱۔ امام بزار نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ وَکَّلَ بِقَبْرِیْ مَلَکًا اَعْطَاہُ اِسْمَاعَ الْخَلَائِقِ فَلَا یُصَلِّیْ عَلَیَّ اَحَدٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ اِلَّا اَبْلَغَنِیْ بِاِسْمِہٖ وَ اِسْمِ اَبِیْہِ ھٰذَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ قَدْ صَلّٰی عَلَیْکَ (۱)

---

(۱) مسند بزار، حدیث، ۳۱۶۲